قال اللہ تعالیٰ واتبع سبیل من اناب الیّ

چوں آیہ کریمہ مزبورہ امر است باتباع سبیل کسانیکہ منیب باشند الی اللہ تعالیٰ
وآں موقوف است بر معرفت آں سبیل از اقاویل شاں وافاعیل و رسالہ

اشرف التنبیہ

فی

کمالات بعض ورثۃ الشفیع النبیہ

کہ جزوی ست از ملفوظات راس المحققین نبراس المدققین تاج السالکین جامع
شریعت و طریقت سراج الملۃ حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب
تھانوی دام ظلہ الظلیل ضبط کردہ بقلم احقر محمد نبیہ التاندوی عفی عنہ الکثیر والقلیل
کاشف بود از طریق جماعتے خاص ازیں قبیل بناءً علیہ احقر ضابط

در مطبع نادر برقی پریس دہلی باہتمام طبعش گردانید

ناظرین باتمکین کی
خدمت میں
ضروری التماس

؎ للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

الحمد للہ کہ حصہ اول جدید ملفوظات ملقب بہ اشرف التنبیہ فی بعض کمالات ورثۃ الشفیع النبیہ (جو اپنے اکابر قریبہ کی حکایات ومقالات میں مدون ہے) جس کا شائقین کو مدت سے انتظار تھا آج بخیر وخوبی چھپکر ہدیہ ناظرین ہوا اس حصہ اشرف التنبیہ کا دوسرا حصہ بھی میرے مکرم دوست جناب مولوی محمد نبیہ صاحب دامت الطافہم جامع حصہ ہذا نہایت عرقریزی کے ساتھ جمع فرمارہے ہیں جو عنقریب طبع ہوکر حضرات قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہونچیگا جس میں چیدہ چیدہ اور نادر حکایات کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔ احقر محمد صابر امروہوی

(نوٹ) تاجروں کے ساتھ خاص رعایت ہوگی جو بذریعہ خط وکتابت طے ہوسکتی ہے نیز طلباء وعلماء کے ساتھ بھی بہ نسبت عام خریداران کے خاص رعایت کا لحاظ کیا جائیگا یہ کتاب مفصلہ ذیل پتوں سے مل سکتی ہے

(۱) مولانا مولوی سراج احمد صاحب امروہوی مدرس عربی مدرسہ امدادیہ مراداباد
(۲) مولوی عبد الحکیم صاحب مراداباد مسجد شوکت باغ
(۳) مولوی محمد ابراہیم صاحب ٹانڈوی متعلم مدرسہ عبد الرب کشمیری دروازہ دہلی
(۴) قاری عبد الجبار صاحب برادر زادہ مولانا محمد نبیہ صاحب ٹانڈہ بادلی ضلع مراداباد
(۵) مولوی سید جعفر حسین صاحب امروہہ محلہ دربار کلاں
(۶) محمد شاکر ابن مولانا مولوی محمد صابر علی صاحب امروہہ ضلع مراداباد محلہ گھیرمناف

(نوٹ) رعایت کے متعلق بذریعہ خط وکتابت طے ہوسکتا ہے جتنے نسخے درکار ہوں مؤلف صاحب کے یہاں سے مل سکتے ہیں

محفوظات یعنی حصہ اول جدید ملفوظات

ملقب بہ

النبیہ
اشرف التنبیہ فی کمالات بعض ورثۃ التشفیع

بعد الحمد والصلوۃ - عجالہ ہذا کی وجہ تالیف میں عرض ہے کہ رسالہ امیر الروایات کے
زمانہ اشاعت میں (جو اپنے اکابر قریبہ کے مقالات ومقامات میں مدون کیگئی ہے)
بعض احباب[عه] نے تحریک کی کہ ان حضرات کی اس قسم کی اور حکایات بھی
جو یاد آجاویں اگر منضبط ہوجاویں تو موجب نفع ہیں مگر اس وقت تک اس
تحریک پر عمل نہ ہوسکا جس کا زیادہ سبب یہ تھا کہ مجھکو تحریر کا وقت نہ ملتا تھا
اور تقریر کا کوئی ضبط کرنیوالا میسر نہ ہوا مگر خیال اس کا برابر رہا چنانچہ میرے
رسالہ تحسین دار العلوم کے (جو کہ القاسم محرم ۱۳۳۴ھ میں چھپا ہے) ایک حاشیہ میں
اس خیال کیطرف اشارہ بھی کیا گیا ہے بقولی اشارۃ الی احتمال ضبط
ما یتفق احیانا من سرد بعض من حکایات ہؤلاء الاکابر
فی غیرہم الخ - اتفاق سے اس زمانہ میں کہ سنہ ۱۳۳۴ھ کا آغاز ہے بعض[عه]
احباب نے اس کی پھر تحریک کی اور خوش قسمتی سے بعض[عه] احباب ضبط
کے لئے بھی آمادہ ہوگئے وہ لکھکر مجھ کو دکھلا دیتے تھے اور میں اس میں
مناسب ترمیم کردیتا تھا جس سے وہ صورت حاصل ہوئی جو آپ کے
سامنے ہے گویا اس کو امیر الروایات کا ضمیمہ کہنا چاہئے - اتنا فرق ہے
کہ اس میں متون کے ساتھ اکثر اسانید بھی ہیں اور مجھکو رجال یاد نہیں ہے
لیکن کسی حکم شرعی کا مدار نہ ہونے کے سبب یہ مضر بھی نہیں - فالآن

اقول وبہ اصول واجول کتبہ اشرف علی

ع [illegible]
عه المراد بہ المولوی [illegible]
عه المراد بہ المولوی [illegible] الدہلوی [illegible]
عه المراد بہ المولوی [illegible]

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً

ملفوظات

(۱) **حکایت** = فرمایا کہ حضرت مولنٰنا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سلسلہ کے ایک استاد سے نقل فرماتے تھے جس شخص کو دنیا کا بنانا ہو اور دین کا کھونا ہو اوسکو طبیبوں کے سپرد کردے اور جسکو دین کا بنانا ہو اور دنیا کا کھونا ہو اوسکو صوفیہ کے سپرد کردے اور جسکو دونوں کے کھونا ہو اوسکو شاعروں کے سپرد کردے اس پر میں نے (یعنی حضرت مرشدی حکیم الامۃ مولنٰنا تھانوی مدظلہم العالی) عرض کیا کہ حضرت جسکو دونوں کا بنانا ہو تو فرمایا کہ یہ ناممکن ہے (قال العارف الرومی ؎ ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دول + ایں خیال است و محال است و جنوں جامع)

(۲) **حکایت** = فرمایا کہ حضرت مولنٰنا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک واعظ دہلوی کی نسبت فرماتے تھے کہ متشدد بہت تھے اسقدر تشدد سے اصلاح نہیں ہوتی حضرت مولنٰنا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جب حج کو تشریف لیگئے تو حضرت نے راستہ میں ایک طبیب رئیس کی دعوت قبول کرلی تو اس پر واعظ مذکور کا اعتراض تھا کہ فاسقوں کی دعوت قبول کرلی حالانکہ سب سے زیادہ حضرت مولنٰنا کے معتقد تھے

(۳) **حکایت** = فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیوبند گیا تھا چونکہ بہلی کے ذریعہ سفر کیا تھا اس وجہ سے گرد و غبار سے کپڑے میلے ہوگئے تھے اسی حالت میں حضرت مولنٰنا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر حاضر ہوا وہاں مولانا مسعود احمد صاحب بھی تھے اور ان کے پاس وہ واعظ صاحب بھی موجود تھے اُن کو میں نے بالکل نہیں پہچانا تو انہوں نے عربی جملہ میں فرمایا انی کنت مشتاقاً الیک پھر میں نے مولنٰنا مسعود احمد صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ فلاں صاحب ہیں میں نے اردو میں جواب دیا اتفاق سے وہ حضرت مولنٰنا احمد حسن صاحب امروہی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت

جولباس ذرا اچھا پہنتے تھے اون صاحب نے موازنہ شروع کیا کہ ان کا (یعنی حضرت مرشدی مولٰنا تھانوی مدظلہم العالی) کا لباس طالبعلمانہ ہے اور وہ (یعنی مولانا احمد حسن امروہی رحمۃ اللہ علیہ) جاکٹ پہنتے ہیں

(۴) حکایت :- فرمایا کہ ایک خوش عقیدہ مگر سخت واعظ دہلوی نے اعتراض کیا تھا کہ یہ بدعتیوں کی عیادت کے لئے جاتے ہیں قصہ یہ تھا کہ حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ مولوی محمد اسماعیل صاحب کاندہلوی کو جو نظام الدین کے قریب ایک مسجد میں رہتے تھے عیادت کے لئے تشریف لیگئے تھے وہ کوئی بدعتی نہ تھے البتہ بعض مجاورین ان کے پاس آبیٹھتے تھے اُن مجاوروں کی مولوی صاحب کی صحبت سے کچھ اصلاح بھی ہو گئی تھی صرف اختلاط کی وجہ سے اون واعظ صاحب نے ان کو بدعتی کہدیا تھا بے مولٰنا دیوبندی بہت نرم تھے اس وجہ سے بعض لوگ حضرت مولٰنا خلیل احمد صاحب رہ کو ترجیح دیتے تھے کہ یہ سنت پر زیادہ عامل ہیں

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا بئس اخو العشیرہ جب وہ آیا تو آپ نے اس سے نرمی سے کلام کرنا شروع کیا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپنے تو فرمایا تھا بئس اخو العشیرہ تو آپ نے فرمایا سب سے برا وہ شخص ہے جس کی بدمزاجی کے سبب لوگ اوسکو چھوڑ دیں میں نے ایسا ہونا نہیں چاہا

(۵) حکایت :- فرمایا کہ غالباً حضرت مولٰنا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جلال آباد میں دو شخص مسجد میں نماز کو آتے تھے اور یہ شرط کر گزرتے تھے کہ پہلے کوئی نماز ختم کرے ایک شخص نے اُن کے نماز پڑھنے کی یہ حالت دیکھکر کہ معلوم ہوتا ہے قراۃ وتشہد و درود شریف و تسبیحات تو گھر پڑھ آتے ہو گے باقی رکوع اور سجدے یہاں آکر کر لیتے ہو

(۶) حکایت :- فرمایا کہ مولوی احمد حسن صاحب کانپوری جب

حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پہونچے ہیں منشی محمد جان مرحوم کہتے تھے کہ میں نے ایک روز مولویصاحب کو دیکھا کہ حضرت کی جوتی جوکہ مجلس کے باہر رکھی تھی سرپر رکھکر زار زار رو رہے ہیں

(۷) حکایت ۔ فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کا اصل مذاق تحمل تھا ایک شخص نے مجھ سے (یعنی حضرت مرشدی مولانا تھانوی مدظلہم) کہا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت متحمل تھے اور تم سخت ہو میں نے کہا کہ مقصود دونوں کا اصلاح ہے مگر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بابرکت تھے اور ہم بابرکت نہیں ہیں ہم جب تک حرکت نہ کریں اصلاح کا کام نہیں چلتا اس لئے ہم حرکت سے اصلاح کرتے ہیں اور حضرت برکت سے اصلاح کرتے تھے۔

(۸) حکایت ۔ فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کی برکت کی حکایت جو ان کے معاملہ میں ظاہر ہوئی تھی مجھ سے بیان کی کہ میں ایک آزاد شخص تھا نماز بھی نہ پڑھتا تھا حضرت سے بیعت کو جی چاہا حضرت سے عرض کیا کہ اعمال کی تو ہمت نہیں ہے اگر آزاد رکھا جاوے تو بیعت ہوتا ہوں اور یہی شرط ہے کہ ایک تو نماز نہ پڑھونگا اور ایک ناچ دیکھونگا حضرت نے منظور فرمالیا اور بیعت کرلیا اور فرمایا کہ ایک شرط ہماری بھی ہے کہ ہم تھوڑا سا ذکر بتلادیں گے اسکو کرلیا کرنا انہوں نے کہا بہت اچھا ۔ اس ذکر کا ان پر یہ اثر ہوا کہ جب نماز کا وقت آیا تو دفعتہً بدن میں خارش شروع ہوئی اب جو تدبیریں اسکے دفع کی کیگئیں وہ ہی الٹی پڑیں کہیں چنبیلی کا تیل مل رہے ہیں کہیں اور تدبیریں کر رہے ہیں مگر کچھ افاقہ نہیں ہوا پھر جی میں آیا کہ لاؤ ٹھنڈے پانی سے منہ ہاتھ ہی دھوؤں جب دھو چکے پھر خیال آیا کہ سب اعضا تو دھل گئے لاؤ مسح بھی کرلوں وضو کا تمام ہونا تھا کہ خارش آدھی رہگئی پھر جی میں آیا کہ لاؤ نماز بھی پڑھ لوں کوئی یہ شرط تھوڑی ہی تھی کہ بالکل ہی نہ پڑھونگا نماز کا شروع کرنا تھا اور خارش کا

ندارد ہونا پھر جب اگلی نماز کا وقت آیا وہی خارش پھر شروع ہوئی اور نماز اوسی طرح شروع کرتے ہی جاتی رہی اب پھر کہ بڑے میاں نے (یعنی حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ العزیز نے) یہ پڑھا یا ہے نمازی ہوگئے پیر خیال آیا کہ جب تو نماز پڑھتا ہے اور پانچ وقت خدا کے دربار میں حاضری دیتا ہے تو ناچ میں کیا منہ لیکے جاتا ہے وہ بھی چھوٹ گیا خدا کے فضل سے اس وقت ان کی بہت اچھی حالت ہے نماز تہجد و اشراق وغیرہ سب کچھ پڑھتے ہیں

(۹) حکایت = فرمایا کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بزرگ امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہیں کرتے یہ بالکل غلط ہے یہ لوگ بڑے قاعدے اور ترکیب سے نصیحت کرتے ہیں ایک غیر مقلد جو کہ پیرزادہ تھا حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت شریف میں آیا حضرت نے فرمایا کہ حزب البحر تمہارے بزرگوں کا معمول ہے تم اسے کیوں نہیں پڑھتے انہوں نے کہا کہ اس میں جو اشارات ہیں وہ بدعت ہیں حضرت نے فرمایا کہ اشارات کو چھوڑ دو وہ تو تمہارے گھر کی چیز ہے برکت کی چیز ہے اونہوں نے شروع کیا تھوڑے دنوں میں انکی غیر مقلدی سب دور ہوگئی

(۱۰) حکایت = فرمایا کہ ایک مولوی صاحب جو کہ بھوپال سے حج کو گئے تھے بیان کرتے تھے کہ میرے ہمراہ بھوپال کے ایک غیر مقلد بھی گئے انہوں نے حضرت سے بیعت کی خواہش ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ میں غیر مقلدی نہ چھوڑونگا حضرت نے فرمایا کیا مضائقہ ہے وہاں ایسی باتوں کو پوچھتے ہی نہ تھے فرماتے تھے کہ بھائی اللہ کے نام میں برکت ہے سب اصلاح ہو جائیگی (اسپر حضرت مرشدی حکیم الامۃ مولانا مدظلہم نے فرمایا کہ جہاں ایسی برکت ہو وہاں شرائط وغیرہ کی ضرورت نہیں) مگر ایک شرط ہماری ہے کہ کسی غیر مقلد سے کوئی مسئلہ نہ پوچھنا بلکہ مولوی ایوب صاحب سے پوچھنا جو حنفی تھے اس کے بعد حضرت نے بیعت فرمالیا ایک دو رات کے بعد یہ اثر ہوا کہ اُس نے یک لخت آمین بالجہر اور رفع یدین چھوڑ دیا حضرت کو اطلاع کیگئی (ایسا کسی عالم کا قصہ بھی سننے میں نہ آئیگا جلیسا) حضرت نے کیا چیز نتیجہ آگے آتا ہے

حضرت منصف تھے اسلئے اصلی تحقیق پر ہر مقام پر عمل فرماتے تھے حضرت سے
کسی نے پوچھا کہ قیام مولود کیسا ہے فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے (یعنی
کوئی سنت اور قربت سمجھکر نہیں کرتا ہوں) اور حضرت کو ان عوارض کا
خیال نہ تھا کہ میں مقتدا ہوں میرا فعل سبب ہو جاویگا۔ سمجھے تھے کہ
جواز ناجواز کا مولوی آپ فتوی دے لینگے بھلا ایسا شخص بدعتی ہو
سکتا ہے ۔ تو حضرت نے اسے بلا کر فرمایا کہ اگر تمہارے رائے بدل گئی
تو خیر یہ بھی سنت وہ بھی سنت اور اگر بیر کیوجہ سے چھوڑا ہے تو میں
ترک سنت کا وبال اپنے اوپر لینا نہیں چاہتا یہ رنگ تھا حضرت کا خود
حضرت فرمایا کرتے تھے کہ لوگ مجھے اپنے اپنے رنگ پر سمجھتے ہیں مگر میں
سب سے جدا ہوں جیسے کسی رنگدار بوتل میں پانی بھر دیا جائے تو وہ پانی
بھی اسی رنگ کا نظر آنے لگتا ہے حالانکہ پانی بے لون ہے دیں مثل
لک قال العارف الرومی ؎ ہر کسے از ظن خود شد یار من - وز درون من
نجست اسرار من - سر من از نالۂ من دور نیست - لیک چشم و گوش را آن نور نیست
در نیابد حال پختہ ہیچ خام - پس سخن کوتاہ باید والسلام

(۱۱) حکایت - فرمایا کہ ایک شخص نے مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے
پوچھا کہ حضرت مولوی تھے فرمایا کہ مولوی گر تھے ماشاء اللہ کیا لطیف جواب ہے

(۱۲) حکایت - فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک
بمبئی کے سیٹھ نے حج کی دعا کیواسطے عرض کیا تو حضرت نے فرمایا
کہ ایک شرط سے دعا کر سکتا ہوں اس نے کہا وہ کیا آپ نے فرمایا کہ
جس روز جہاز جدہ جانے لگے اس روز دن بھر کے لئے اپنے اوپر آپ مجھے
پورا قابو دیدیجئے اس نے کہا کہ پھر کیا ہوگا حضرت نے فرمایا کہ اگر دو
تمہارا ہاتھ پکڑ کر جہاز میں سوار کردونگا وہ تمکو جدہ پہونچا دیگا یہ خوب ہے
کہ میں تو دعا کروں اور تم یہاں بیٹھکر تجارت کرو (اس میں حضرت نے
صاف ظاہر فرمادیا کہ محض تمنا سے کام نہیں چلتا تمنا کے ساتھ ارادہ
کو بھی کام میں لانا چاہئے جسقدر اپنے آپ سے ہو سکتا ہے اسے

عمل میں لاوے باقی متمم حقیقی حق تبارک و تعالے ہیں (جامع)

(۱۳) حکایت - فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ میں نے مثنوی کے بارہ میں مومن خاں شاعر سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مولانا رومی رح کا کلام شاعری کی حیثیت سے حجت نہیں مومن خاں نے کہا کہ کسی جاہل کا قول ہوگا اون کا کلام شاعری کی حیثیت سے بھی مستند ہے

(۱۴) حکایت - فرمایا کہ حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے زمانہ میں بادشاہ کی ایک عزیزہ تھی جسکا نام بی چھکو تھا بڑی تیز مزاج تہی ان سے کسی نے یہ کہا کہ مولانا اسماعیل شہید رح بی بی کی صحنک کو منع کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ بلاؤ مولانا اسماعیل شہید رح کو وعظ کے حیلہ سے بلایا گیا مولانا کو اس واقعہ کی بالکل خبر نہ تہی اور بالکل خالی الذہن تھے آنیکے بعد معلوم ہوا کہ بی چھکو سے کسی نے اس اس طرح لگایا ہے مولانا نے بی چھکو کو اس طرح سے سلام کیا کہ اماں سلام انہوں نے کہا کہ اسماعیل میں نے سنا ہے کہ تم بی بی کی صحنک کو منع کرتے ہو فرمایا اسماعیل کی کیا مجال ہے جو بی بی کی صحنک کو منع کرے بی بی کے اباجان خود منع کرتے ہیں کہا یہ کیسے آپنے کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار حدیث پڑھکر اسپر ایک مبسوط بحث کی جس سے وہ تائب ہو گئی اور کہا کہ ہمیں کیا معلوم تہا کہ بی بی کے ابا منع کرتے ہیں ہمتو انکی رضامندی ہی کے لئے کرتے تھے جب وہ ناراض ہوتے ہیں تو ہم کیوں کریں

(۱۵) حکایت - فرمایا کہ بی بی کی صحنک شاہ عبد القادر رحمہ اللہ کے گہر میں بہی ہوتی تہی اس کے خاص آداب ہیں یہ کہ کہانے والی کوئی دو خصمی نہو اوسکو کوئی مرد نہ دیکہے وغیرہ وغیرہ ایک مرتبہ جب شاہ عبد القادر رح کے یہاں بی بی کی صحنک ہو رہی تہی تو مولانا اسماعیل شہید رح ہونچگئے مولانا نے منع فرمایا شاہ صاحب نے مولانا سے فرمایا کہ اسماعیل

یہ تو ایصال ثواب ہے اس میں کیا حرج ہے مولانا نے فرمایا کہ حضرت پیر اس کے کیا معنے ہیں آیۃ وقالوا ہذہ انعام و حرث حجر لا یطعمہا الا من نشاء بزعمہم ۔ ولو اننا پارہ (۸) رکوع (۴) سورہ انعام ان دونوں میں فرق کیا ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ واقعی درست ہے ہمارا ذہن اسطرف نہیں گیا تھا اور گھر میں عورتوں کو منع کر دیا کہ خبردار آئندہ اسکو ہرگز نہ کرنا

(۱۶) حکایت ۔ فرمایا کہ مولوی عبدالحق صاحب کانپوری نسباً سید تھے رسوم کو برا سمجھتے تھے نفیس کھانے پینے نفیس پہننے کے شائق تھے ایک دفعہ اپنے باورچیخانہ میں گئے تو وہاں بی بی کی صحنک ہو رہی تھی عورتوں نے کہا کہ یہاں مت آنا یہاں بی بی کی صحنک ہو رہی ہے فرمایا کہ آہا بی بی ہیں کون ہماری دادی ہی تو ہیں وہ بوتیں تو ہمکو ہی تو کھلاتیں اور یہ کہکر آپ سب کا صفایا کر گئے اور عورتیں چیختی رہ گئیں

(۱۷) حکایت ۔ فرمایا کہ مولوی تجمل حسین صاحب بہار کے ایک شخص تھے مثنوی اچھی پڑھتے تھے کانپور میں میری بھی ان سے ملاقات ہوئی ہے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا تعلق رکھتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت حاجی صاحب رح کا قوال ہوں ۔ مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ سے مرید تھے حج کے لئے مکہ معظمہ گئے چونکہ صبح وقت شافعی مصلے پر ذرا لطف ہوتا ہے اکثر لوگ صبح کی نماز اوسی مصلے پر پڑھتے ہیں وقت بھی اچھا قراۃ بھی طویل اوس وقت ایک قسم کا لطف ہوتا ہے اور جس وقت شافعیہ قنوت پڑھتے ہیں حنفیہ چپ کھڑے رہتے ہیں اوس وقت ان پر ایک حالت طاری ہوئی شافعیہ تو قنوت پڑھ رہے تھے انہوں نے سکندر نامہ کی مناجات پڑھنا شروع کی کہ بادشاہا جرم ما را درگذار ۔ ما گنہگاریم تو آمرزگار نہایت ذوق و شوق اور درد کے ساتھ اسکو پڑھتے رہے

نماز کے بعد لوگوں میں اس کا چرچا ہوا عربیوں میں تو اسکا چرچا کم ہوا لیکن
ہندیوں میں اس کا چرچا زیادہ ہوا حضرت حاجی صاحب رح سے بھی اسکی شکایت
ہوئی مگر حضرت چونکہ عارف تھے صاحب حال پر ملامت نہیں کرتے تھے کیونکہ
حضرات عارفین کو لغزش کا منشا معلوم ہوتا ہے اس لئے حضرت سنتے رہے
اور ہنستے رہے کیونکہ نماز تو فاسد ہوئی نہ تھی چنانچہ فقہا نے لکھا ہے کہ نماز کے
اندر دعا اگر غیر عربی میں ہو تو حرام ہے مگر مفسد صلوٰۃ نہیں اور حرمت اسلئے نہ تھی
کہ مغلوب الحال تھے معذور تھے اسلئے حضرت تبسم فرماتے رہے باقی زبان سے
اس تفصیل کا اسلئے اظہار نہ فرمایا کہ فتنہ ہوگا اس موقعہ پر حضرت کی جامعیت پر
یہ کہنے کو جی چاہتا ہے (ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری - جامع)

(۱۸) حکایت = فرمایا کہ ہمارے مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
ایک مرتبہ ظرافت سے فرمایا کہ دیکھو بھائی سنبر کا نام کرمیا میں بھی آیا ہے
اور شعر پڑھا سنبر ضعیفان مسکیں مکن

(۱۹) حکایت = فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ سے
مولوی فیض الحسن صاحب جو بڑے ظریف اور سب سے بے تکلف تھے بولے
ارے اسد علی کے بیٹے (مولانا کے والد ماجد کا نام ہے باوجود خواندہ ہونیکے
کھیتی کرتے تھے) تو تو کھیتی کرتا تجھے کس نے مولوی بنا دیا تیرے پاس تو
دو بیل ہوتے اور اون کے کندھوں پہ ہاتھ رکھکر ٹک ٹک کرتا ہوتا مولانا نے
فوراً نہایت متانت سے اُن کے کاندھے پہ ہاتھ رکھکر فرمایا کہ جی ہاں ایک تو
ڈھونڈھ لیا ہے ایک اور ڈھونڈھ ہو لگا پھر یہی کام کیا کرونگا

(۲۰) حکایت = فرمایا کہ مولوی فیض الحسن صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ
علیہ سے بیعت ہونیکے وقت یہ کہا تھا کہ دو شرط کے ساتھ بیعت ہوتا ہوں
ایک تو یہ کہ کبھی نذرانہ نہ دونگا دوسرے یہ کہ کبھی خط نہ بھیجوں گا
حضرت نے فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ شرطیں کرو تو وہ بھی منظور ہیں
ان کو حضرت حاجی صاحب رح کے ساتھ اسقدر محبت تھی کہ نام آتے ہی
روتے تھے حضرت حاجی صاحب رح کی تعریف میں ان کے بڑے عمدہ عمدہ اشعار بھی ہیں ...

(۲۱) حکایت = فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
جس وقت تھانہ بھون کی مسجد پیر محمد والی میں قیام فرمایا ہے (جہاں اس وقت
حضرت سیدی سندی عینی و مرشدی وسیلۃ یومی و غدی حکیم الامۃ حضرت مولانا
واولنا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مد اللہ ظلال فیوضہم العالی تشنگان
بادۂ محبت کو سیراب و مخمور و مسرور فرماتے ہیں امتعنا اللہ بطول بقائہ

وہ سلامت رہیں ہزار برس ٭ ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

الہ العالمین اس ناکارہ وار ذل خلائق جامع کو ہمیشہ اس ذات قدسی صفات کے
سایۂ عاطفت میں رکھیو یہاں تک کہ نکل جائے دم ان کے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے۔ جامع) اس وقت یہاں یہ سہ دری نہ تھی
کچھ قبریں تھیں کچھ درخت تھے اور اس جگہ ایک بزرگ بیٹھا کرتے تھے
جن کا نام حسن علی شاہ تھا صاحب سماع تھے مگر دنیا دار نہ تھے
سچے تھے جب حضرت یہاں تشریف لائے تو انہوں نے اتنا ادب کیا
کہ خود اٹھکر شاہ ولایت صاحب میں چلے گئے۔ حالانکہ اس وقت حضرت
جوان تھے اور یہ بوڑھے تھے اُن کے چلے جانے کے بعد حضرت یہاں رہنے لگے
حضرت میانجیو نور محمد صاحب قدس سرہ العزیز بھی یہاں تشریف لایا کرتے تھے
یہاں ایک خاندان تھا اونکی زمین ضبط ہو گئی تھی وہ لوگ کوشش کر رہے تھے
حضرت میانجیو رحمہ اللہ کے پاس بھی وہ لوگ دعا کیواسطے حاضر ہوئے تو
حضرت میانجیو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے حاجی کو بیٹھنے کی تکلیف ہے
یہاں ان کے لئے ایک سہ دری بنا دو میں دعا کرونگا انہوں نے سہ دری
بنانے کا وعدہ کر لیا وہ مقدمہ الہ آباد جا کر موافق ہو گیا جسکی اطلاع ایک
خاص خط سے ہوئی انہوں نے حضرت میانجیو رحمہ اللہ سے آکر تذکرہ کیا
تو حضرت نے فرمایا کہ وعدہ بھی یاد ہے انہوں نے کہا کہ حضرت پوری سہ دری
بنانیکی تو قوت نہیں آدھی بنا دیں گے حضرت نے فرمایا بہت اچھا آدھی ہی
پھر الہ آباد سے باضابطہ حکم آیا کہ تا حیات تو معاف تمہارے بعد پھر ضبط
پھر انہوں نے حضرت سے آکر عرض کیا؟ حضرت نے فرمایا کہ تمہیں سے تو

آدھا گیا ہے میں کیا کروں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عجیب
برکت ہے جہاں جہاں حضرت کی نسبت سے تعمیریں بنی ہیں سب محفوظ ہیں
حتیٰ کہ ہمارے بھائی نے جب اپنا مکان بنایا جس میں حضرت کا سکونتی
قطعہ بھی آگیا اونہوں نے ایک انجنیر سے نقشہ بنوایا تھا اُس نے نہایت
آزادی سے نقشہ بنایا مگر حضرت کے اس سکونتی حصہ کی عمارت کے
ٹوٹنے کی نوبت نہیں آئی سچ ہے اگر گیتی سراسر باد گیرد + چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

(۲۲) حکایت: فرمایا کہ ہمارے حضرات میں شان تربیت اعلیٰ درجہ کی
تھی ایک وقت حاجی محمد عابد اور اہل مدرسہ سے اختلاف ہوگیا میرا دیوبند
جانا ہوا تو مجھے شرم آئی کہ میں دیوبند آؤں اور حضرت حاجی صاحب سے
نہ ملوں اگر حاجی صاحب رستہ میں مل گئے تو بھی دعا سلام تو ضرور ہوگا
اس وقت خواہ مخواہ ندامت ہوگی یہ سوچ سمجھکر میں حاجی صاحب کی ملاقات کو
گیا اور بھی جتنے بزرگ خلاف تھے سب سے ملا اسپر میرے اوپر مدرسہ کے متعلقین کا
سنسر قائم ہوگیا جہاں میں جاتا ہوں میرے پیچھے پیچھے دیکھتے پھرتے ہیں
کہ یہ فلاں فلاں جگہ گئے ہیں میں نے احتیاطاً اسی زمانہ میں ایک جلسہ کیا
جسمیں حضرت مولانا دیوبندی رح اور مولانا حافظ احمد صاحب رح وغیرہ
شریک تھے حضرت مولانا دیوبندیؒ سے عرض کیا کہ حضرت حاجی محمد عابد صاحب
میرے بزرگ ہیں جب میں یہاں آتا ہوں تو اُن سے ملنے کا تقاضا میری
طبعیت میں پیدا ہوتا ہے اگر مصلحت کے خلاف نہ ہو تو اُن سے مل لیا کروں
حضرت دیوبندی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ضرور ملو اپنے مجمع میں سے اگر کوئی
ملتا رہتا ہے تو مخالفت کم ہوتی ہے ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ حضرت
دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بعد ایک دن بھی حضرت حاجی محمد عابد صاحب سے
ملنے کو جی نہیں جاتا اگر کوئی کہے کہ یہ حضرت دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا
تصرف ہے تو میں اس کا معتقد نہیں کیونکہ ہمارے حضرات کا ایسا
مذاق نہیں ہے بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ الانسان حریص علی ما منع
جس چیز سے آدمی کو روکا جاتا ہے تو اُس کا شوق بڑھتا ہے

اور جب اجازت دیدی جاتی ہے تو شوق کم ہو جاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلیم کو رونے کی اجازت دیدی تو پھر اس سے بھی توبہ کرلی اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ تربیت بہت مشکل ہے بڑے مبصر کا کام ہے ایک شیخ دو شخصوں کی تربیت کرتا ہے ایک کی اور طرح اور ایک کی اور طرح جیسے طبیب کے سامنے دو مریض ہیں ایک کا اور علاج کرتا ہے اور دوسرے کا دوسری قسم کا اور راز خلوت میں بتانے کا بھی یہی ہے کہ دوسرے کو حرص نہ ہو نہ یہ کہ تعلیمات جدا جدا ہوں یہ ہی نماز روزہ اور ذکر ہیں

(۲۳) حکایت - فرمایا کہ چندہ کے متعلق میرے مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت گفتگو ہوئی میں کہتا تھا کہ خطاب خاص میں وجاہت کا دخل ہوتا ہے دینے والے کے قلب پر مانگنے والے کی وجاہت کا اثر پڑتا ہے مولانا نے فرمایا کہ ہم کیا اور ہماری وجاہت کیا اوسکا کیا اثر ہوتا ہے میں نے جواب دیا آپکی نظر میں بیشک اپنی وجاہت نہیں ہے لیکن لوگوں سے پوچھئے کہ اون کے قلوب میں آپکی کتنی وجاہت ہے مولانا نے فرمایا نہیں جی بہت دیر گفتگو رہی لیکن انہوں نے میری رائے نہ مانی اپنی رائے پر قائم رہے

(۲۴) حکایت - فرمایا کہ مولانا شیخ محمد صاحب رح فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میرے گھر میں چیونٹے بہت کثرت سے پھیل گئے میں نے ادہر ادہر دیکھا تو ایک سوراخ میں سے آرہے ہیں میں نے اس سوراخ پر یہ آیتہ لکھکر رکھدی یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون - بس سب وہیں سوراخ میں سمٹ کر رہ گئے - ہمارے حضرت نے فرمایا کہ بس عملیات اسی طرح شروع ہوئے ہیں کہ جو آیت جس موقع کے مناسب ہوئی وہ ہی لکھکر دیدی بس اس سے اثر ہونا شروع ہوگیا

(۲۵) فرمایا کہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ میں ایک شخص کو دیکھا جس کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے تھا آپ نے بعد وعظ اس سے کہا کہ ذرا ٹھہر جائے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے خلوت میں بٹھا کر یوں فرمایا کہ بھائی میرے اندر ایک عیب ہے کہ میرا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو جاتا ہے اور حدیث میں یہ یہ وعیدیں آئی ہیں اور آپ اپنا پائجامہ دکھلانے کے لئے کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ خوب غور سے دیکھنا کہ کیا واقعی میرا خیال صحیح ہے یا محض وہم ہے اوس شخص نے شاہ صاحب کے پاؤں پکڑ لئے اور کہا کہ حضرت آپ کے اندر تو یہ عیب کیوں ہوتا البتہ میرے اندر ہے مگر اس طریق سے آجتک مجھے کسی نے سمجھایا ہی نہیں تھا اب میں تائب ہوتا ہوں انشاء اللہ آئندہ ایسا نہ کروں گا ہمارے اکابر کا ہمیشہ سے یہ ہی معمول رہا ہے کسی کو ذلیل نہیں سمجھتے نہایت احترام سے اوسکو نصیحت کرتے ہیں تشدد نہیں کرتے اور بعض میں جو اس کا شبہ ہوتا ہے وہ حدت ہے شدت نہیں ہے حدت کے باب میں تو حدیث میں آیا ہے لیبوح احداولی من صاحب القرآن من القرآن فی جوفہ (کذا فی المقاصد السنۃ) جسکی حقیقت غیرت ہے لوگ حدت اور شدت میں فرق نہیں کرتے حدت اور ہے شدت اور ہے حدت لوازم ایمان سے ہے مومن بہت غیرتمند ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی کسی کی بیوی کو چھیڑے تو غصہ آتا ہے اب اگر دیکھنے والا یہ کہے کہ یہ تو بہت تیز مزاج ہیں تو اوس سے یہ کہا جائیگا کہ کمبخت کچھ نہ کہنا تو بے غیرتی ہے اس لئے دیندار کو خلاف دین پر تحمل نہیں ہوتا

(۲۶) حکایت - فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جس وقت نابینا ہوگئے تو میں کبھی ویسے ہی چپکے سے جا کے نہیں بیٹھا بلکہ جب گیا یہ کہدیا کہ اشرف علی آیا ہے اور جب چلنے لگا تو کہدیا کہ اشرف علی رخصت چاہتا ہے ویسے ہی چپکے جا کر بیٹھنے میں تجسس کے مشابہ ہے تشبہ بالتجسس بھی تجسس ہے آنے جانیکی اطلاع سے یہ فائدہ تھا

کہ شاید کوئی بات میرے سامنے فرمانا نہ چاہیں) اور حضرت فرمانے لگیں
(۲۷) **حکایت** = فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے تھے کہ قرآن و حدیث کا مدلول جو بے تکلف ماہر کے ذہن میں آجائے
وہ صحیح ہے اور اس کے بعد اپنے اہواء کی نصرت ہے

(۲۸) **حکایت** = فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب کسی
مسئلہ کی تقریر کو ختم فرمالیتے اور کوئی دوبارہ دریافت کرتا تو فرماتے کہ ان سے
(یعنی حضرت شیخی و مرشدی ہمارے حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم العالی سے) دریافت کرلو
یہ سمجھ گئے ہیں (اس سے حضرت کی عظمت و جلالت و فہم و ادراک کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے) جامع
لوگوں کو اس سے غصہ ہوتا کہ سب باتیں یہ ہی سمجھ جاتے ہیں اور کوئی
نہیں سمجھتا اس وجہ سے دوبارہ کوئی پوچھتا ہی نہ تھا میں نے بہت چاہا
کہ ایسا نہ فرمایا کریں لوگوں کو اس سے حسد ہوتا ہے مگر چونکہ یہ کہنا بھی
خلاف ادب تھا اس لئے عرض نہ کرسکا

(۲۹) **حکایت** = فرمایا کہ میر پنجہ کش بہت خوشخط تھے اور مولانا اسمٰعیل صاحب
لکھنے میں مہارت نہ رکھتے تھے ایک دفعہ میر پنجہ کش نے مولانا اسمٰعیل شہید
رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم نے لکھنا کیوں نہیں سیکھا مولانا شہید نے ایک جیم
خود لکھا اور ایک ان سے لکھوایا اور ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا جیم اور پھر
اپنے لکھے کو پوچھا تو انہوں نے اسکو بھی جیم ہی بتلایا فرمایا کہ بس
لکھنا اتنا ہی کافی ہے کہ لکھا ہوا سمجھ میں آجاوے باقی فضول ہے

(۳۰) **حکایت** = فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے
ایک شخص نے میرے سامنے دریافت کیا کہ حیض کے زمانہ میں جو
نمازیں قضا ہوتی ہیں انکی تو قضا نہیں اور جو روزہ قضا ہوتے ہیں
انکی قضا ہے اسکی کیا وجہ ہے فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر نہ مانو گے
تو سر پر اتنے جوتے لگینگے جو بال بھی نہ رہیں اس کے بعد ہمارے حضرت نے
فرمایا جب تک تعلیم سادہ رہی لوگوں کے ایمان بہت قوی رہے اور جب سے
یہ نئی روشنی شروع ہوئی لوگوں کے ایمان ضعیف ہوگئے ہر بات میں لم اور کیف

لوگوں کے قلوب سے خدا و رسول کی عظمت اٹھ گئی موٹی بات ہے کہ جب ہم نے خدا کو خدا اور رسول کو رسول مان لیا تو ان کے احکام میں چون و چرا کیسی

(۳۱) حکایت - فرمایا کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مدرسہ کے مہتمم نے عرض کیا کہ حضرت ضرورت ہوتی ہے مدارس میں چندہ کی اور چندہ مانگنے میں ذلت ہے تو کیا صورت کیجائے فرمایا غریبوں سے مانگو کچھ ذلت نہیں (وہ جو کچھ بھی دیں گے نہایت خلوص اور تواضع سے دیں گے اور اس میں برکت بھی ہوگی جامع) اور مالدار اول تو بیچارے تنگ ہوتے ہیں پانسو کی آمدنی ہے اور چھ سو کا خرچ ہے یہ تو رحم کے قابل ہیں (اور اگر کچھ دے بھی دیا تو محصل کو ذلیل اور خود کو بڑا سمجھکر دیں گے اس میں بے شک ذلت ہے جامع)

(۳۲) حکایت - فرمایا کہ مولوی محمد صاحب وکیل الہ آباد کا قصہ میرے ایک دوست جو ایک مقدمہ کی پیروی میں الہ آباد گئے تھے اور مولوی صاحب کو وکیل مقرر کیا تھا بیان کرتے تھے کہ میں ایک دفعہ ان کے یہاں مہمان تھا میں نے ایک روز دیکھا کہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہنستے کھیلتے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ آہا جی ہمارے یہاں آج شیخ جی آئے اور اس روز کھانے میں بھی بہت دیر ہوگئی انہوں نے سمجھا کہ شیخ جی کوئی بڑے آدمی معلوم ہوتے ہیں ان کے لئے اچھے اچھے کھانے پک رہے ہیں اسی وجہ کھانا آنے میں دیر ہوئی جب بہت دیر ہوگئی اور کھانے کا وقت گذر گیا تو میں نے کسی سے پوچھا کہ بھائی یہ شیخ جی کون ہیں اور وہ ابتک دکھلائی بھی نہیں دئے لوگوں نے کہا کہ آج ان کے یہاں فاقہ ہے بچے اسکو شیخ جی کے لقب سے یاد کرکے خوش ہو رہے ہیں ہمارے حضرت نے فرمایا کہ بزرگوں کی اولاد میں بھی اثر ہوتا ہے گو وہ خود بزرگ نہ ہوں یہ وکیل صاحب بزرگ زادہ تھے

(۳۳) حکایت - فرمایا کہ بزرگ بھی منتظم اور غیر منتظم اور دنیادار بھی

منتظم اور غیر منتظم دونوں میں دونوں قسم کے ہوتے ہیں بعضوں کے یہاں
انتظام ہوتا ہے بعضوں کے یہاں نہیں ہوتا ہے۔ مولانا فضل رحمن
رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حساب کی کوئی یادداشت ہی نہ تھی ایک بقال
کے یہاں سے سامان آتا تھا جو وہ بتلا دیتا تھا وہ آپ دیدیتے تھے
آپ کچھ پوچھتے ہی نہ تھے چاہے وہ کتنا ہی بتادے آپ کے وصال
کے بعد ایک مجلس تعزیت میں وہ بنیا آیا اور کہا کہ میرا چھ ہزار
روپیہ کا حساب مولانا کی طرف ہے مہمانوں میں ایک راجہ صاحب بھی
تھے انہوں نے تھیلی چھ ہزار کی مولانا کی قبر پر رکھدی اور بنیے سے
کہا کہ اگر تیری رقم واجب ہے تو اوٹھالے اوس نے تھیلی اوٹھالی اور ہمارے
مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جو وصیت نامہ لکھا ہے تو اس میں یوں
لکھا کہ بندہ کے ذمہ قرض نہیں ہوا کرتا ہے حالانکہ مولانا کے یہاں بھی اول اول
فاقہ ہوئے ہیں مگر منتظم بڑے تھے

(۳۴) حکایت = فرمایا کہ حافظ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا
کہ ہمارے قلب میں بھی مولانا دیوبندی رح کی ویسی ہی عظمت ہے جیسے
آپ کے قلب میں ہے اور وہ جو اس تحریکات میں شریک ہو گئے ہیں
کسی دوسرے کا اثر ہے

(۳۵) حکایت = فرمایا کہ مولوی محمود صاحب رامپوری کہتے تھے
کہ ایک مرتبہ میں اور ایک ہندو تحصیل دیوبند میں کسی کام کو گئے میں حضرت
مولانا دیوبندی رح کے یہاں مہمان ہوا۔ اور وہ ہندو بھی اپنے بھائیوں
کے گھر کھا پی کر میرے پاس آگیا کہ میں بھی یہاں ہی رہونگا اوسکو ایک چارپائی
دیدی گئی جب سب سو گئے رات کو میں نے دیکھا کہ مولانا زنانہ میں سے تشریف
لائے میں لیٹا رہا اور یہ سمجھتا تھا کہ اگر کوئی مشقت کا کام کریں گے تو میں
امداد دیدوں گا ورنہ خواہ مخواہ اپنے جاگنے کا اظہار کر کے کیوں پریشان
کروں میں نے دیکھا کہ مولانا اس ہندو کی طرف بڑے اور اسکی چارپائی پر
بیٹھکر اس کے پاؤں دبانا شروع کئے وہ خراٹے لیکر خوب سوتا رہا

مولوی محمود حسن اٹھے اور یہہ کہا کہ حضرت آپ تکلیف نہ کریں میں دبا دونگا مولانا
نے فرمایا کہ تم جاکر سو ؤ یہہ میرا مہمان ہے میں ہی اس خدمت کو انجام دونگا
مجبوراً میں چپ رہ گیا اور مولانا رح اس ہندو کے پانوں دباتے رہے تھے
ہمارے حضرت نے فرمایا کہ مولانا میں تواضع و مہمان نوازی کی خاص شان تھی

(۳۶) حکایت = فرمایا کہ دیوبند کے بڑے جلسہ کے زمانہ میں ایک
شخص نے مدرسہ میں گھوڑا دیا تھا مولانا نے اسکو ایک مقام پر بھیجدیا تھا
کہ اسکو فروخت کر دیں اوس مقام سے ایک شخص اس گھوڑے کے متعلق
ایک خط لایا تھا اس زمانہ میں جلسہ کا اہتمام ہو رہا تھا مہتمم صاحب نے خط کا
جواب دیکر اوسکو رخصت کر دیا مولانا دیوبندی رح نے مہتمم صاحب سے پوچھا
کہ اس گھوڑا لانے والیکو کھانا بھی کھلایا تھا مہتمم صاحب نے کہا کہ حضرت کھانا تو
ہجوم اشتغال میں نہیں کھلایا پیسے دیدئے ہیں کہ کچھہ لیکر کھالیگا فرمایا کافی نہیں
غریب آدمی پیسے خرچ نہیں کرتا گھر کو باندھ کر لیجاتا ہے لوگوں سے پوچھا کہ وہ شخص
کس رستہ سے گیا ہے پتہ لگا کہ فلاں سڑک کو گیا ہے مولانا ادھر ہی تشریف لیگئے
اور اسکو واپس کرکے کھانا کھلاکر پھر رخصت کیا

(۳۷) حکایت = فرمایا کہ مولانا دیوبندی رح اچھے خوش حال گھرانے کے تھے
جوانی میں نہایت پرتکلف کپڑا پہنتے تھے مگر میرے دیکھتے ہی دیکھتے یہہ حال ہو گیا
ہمارے حضرت نے فرمایا کہ میں جب دیوبند جایا کرتا تھا تو یاد نہیں کہ مولانا سے
ملنے کی ابتدا میں نے کبھی کی ہو جب ارادہ کرتا کہ ذرا سانس لیکر حاضر ہونگا
بس جھٹ مولانا تشریف لے آتے

(۳۸) حکایت فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی مسجد
کی بنا رکھی گئی لوگوں نے کہا کہ ذرا بڑی مہر منگوا لیجئے مولانا نے فرمایا
کیا ہوگا یہہ چھوٹی سی ہی اچھی ہے کہ اول اوسکو ثابت کر دیجئے میں
جہاں یہہ ہو بڑی مہر یا اینٹ سی بیکار سمجھی جاتی ہے

(۳۹) حکایت = فرمایا کہ ایک بار سہارنپور میں بڑے جلسہ میں جانا ہوا
جلسہ سے اگلے روز سہارنپور والوں نے حضرت مولانا سہارنپوری وغیرہ و دیگر

بعض مہمانوں کو ہمراہ کر دیا چلے وقت سہارنپور سے ایک بزرگ مہمان آگئے صبح کی دعوت کردی دعوت منظور فرمالی
شیخوپورہ چلے گئے شب کو وہاں رہے صبح کے وقت چھاجوں پانی پڑ رہا تھا مگر چونکہ مولانا نے
وعدہ کر لیا تھا اس وجہ سے اسی حالت میں واپسی ہوئی جب سہارنپور اوتر
میں بھی ہمراہ تھا راستہ میں وہ صاحب جو دعوت کر گئے تھے سڑک پر جاتے ہوئے ملے
مولانا نے پکار کر بلایا اور اپنے آنے کی اطلاع کی تو آپ کہتے ہیں حضرت دعوت کا
آنے کا انتظام ختم ہوا مجھکو واپسی کی امید نہ تھی مولانا نے فرمایا اچھا بھائی
جب سہی اس نے کل صبح کا وقت معین کیا (تبسم سے فرمایا ظالم نے شام کو
بھی تو نہ کہا) ہمارے حضرت نے فرمایا اس گفتگو سے میرے غصہ کی کچھ
انتہا نہ رہی مولانا چونکہ بزرگ تھے ان کے سامنے کچھ نہ کہہ سکا مجھے بھی
صبح دعوت میں شریک ہونے کا حکم ملا میں نے عرض کیا حضرت مجھے تو صبح صبح
بھوک نہیں لگتی ہے فرمایا اگر بھوک ہو کھالینا ورنہ مجلس میں بیٹھ جانا میں نے عرض کیا بہت اچھا
صبح وقت پھر ہم سب گئے مگر میں غصہ میں بھرا ہوا تھا کوٹھے کے اوپر کھانا کھلایا
میں عذر کر کے مولانا سے رخصت ہو گیا اور اس دعوت کنندہ نے مولانا کے
سامنے تو کہنے کا موقعہ نہ ملا اس لئے نیچے بلایا اور اچھی طرح اس کے
کان کھولے اور کہا کیا بزرگوں کو بلا کر ایسی ہی تکلیف اور اذیت دیا کرتے ہیں
تجھے تو یہ چاہئے تھا کہ اگر مولانا شیخپورہ سے تشریف نہیں لاتے تب بھی
انتظام کرتا اس نے آئندہ کے لئے توبہ کی (جامع کہتا ہے یہ شان انتظام ہے
جو ہمارے حضرت میں باحسن الوجوہ ہے)

(۴۰) حکایت۔ فرمایا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب رح اسپر فخر فرمایا کرتے تھے
کہ الحمد للہ ہمارے سلسلہ میں سب طلباء اور غرباء ہی کا مجمع ہے اور جس
درویش کے یہاں باکثرت بڑے بڑے لوگوں یعنی ڈپٹی کلکٹروں وغیرہ کا
ہجوم ہو تو سمجھ لو کہ وہ خود دنیا دار ہے کیونکہ قاعدہ ہے الجنس یمیل الی
الجنس۔

(۴۱) حکایت۔ فرمایا کہ حاجی محمد عابد رح ہمارے بزرگوں کے رفقاء میں سے
ہیں میرے استاد مولانا فتح محمد صاحب رح انکی ایک حکایت بیان فرماتے تھے

ایک دفعہ طالب علمی کے زمانہ میں میں اونکی خدمت میں حاضر ہوا کیونکہ وہ اون دنوں
مہتمم مدرسہ کے تھے اوسی وقت ایک ڈپٹی جی حضرت حاجی صاحب کے پاس آئے
ہوئے تھے اُس وقت حاجی صاحب اپنی جگہہ سے اُٹھ چکے تھے اسلئے اون سے
کھڑے ہی کھڑے کچھہ معمولی گفتگو کرکے اون کو رخصت کردیا پھر میں گیا
تو لوٹ کر اپنی جگہہ بیٹھنے لگے میں نے عرض کیا اسکی حاجت نہیں یہیں ویسے ہی
عرض کردونگا فرمایا تم اپنے آپ کو ڈپٹی صاحب پر قیاس کرتے ہوگے
کہاں وہ دنیا دار کہاں تم نائب رسول ہمارے حضرت نے فرمایا کہ یہہ
وہ شخص تھے جو اپنے مجمع میں سب سے اخیر درجہ میں شمار کئے جاتے تھے

(۳۳) حکایت فرمایا کہ حضرت حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
زمانہ اہتمام میں ایک طالب علم کسی انتظام میں آپسے خفا ہو گیا اور مقابلہ میں
برا بھلا کہا حضرت حاجی صاحب رح خاموش ہوگئے دوسرے وقت کو جس
والی مسجد میں جہاں وہ طالب علم رہتا تھا خود تشریف لیگئے اور ان طالب علم کے
سامنے ہاتھہ جوڑکر بیٹھے اور فرمایا کہ مولانا معاف کردیجئے آپ نائب رسول ہیں
آپ کا ناراض رہنا مجھے گوارا نہیں ہے ہمارے حضرت نے فرمایا کہ مہتمم اور ایک
ادنے طالب علم کے ساتھ ان کا یہہ حال اب تو امید نہیں کہ ایسے لوگ
پیدا ہوں روز بروز تغیر ہوتا جاتا ہے سچ ہے

حریفاں بادہا خوردند و رفتند — تہی خمخانہا کردند و رفتند

(۳۴) حکایت فرمایا کہ ایک غیر مقلد بہت ڈرتے ڈرتے بغرض
بیعت میرے پاس آئے کیونکہ اون کے رفقاء غیر مقلدین نے اُن کو ڈرا دیا تھا
کہ تم وہاں جاؤ گے نکالدئے جاؤ گے انہوں نے مجھہ سے بیعت کی درخواست کی میں نے اس
شرط کو منظور کرکے بیعت کرلیا اور یہہ سمجھا دیا کہ کسی سے بھی خواہ وہ مقلد ہو یا
غیر مقلد لڑنا جھگڑنا یا سخت مباحثہ کرنا اور اپنی بیوی کو بھی مرید کرا دیا میں نے
اس سے یہی شرط کی دو چار بار آنیکے بعد مقلد تھے یہہ اتباع حق کی برکت ہے
اکثر مناظروں سے قلب میں ظلمت پیدا ہو جاتی ہے یہہ طریقہ باطن کیلئے سخت
مضر ہے۔

(۴۴) حکایت :- فرمایا کہ ہمارے مولانا محمد یعقوب رحمہ مزاح میں فرماتے تھے کہ ولی ہونے میں تو میرے شک نہیں مگر بگاڑنے کا ولی ہوں سنوارنے کا نہیں

(۴۵) حکایت :- فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب رحمہ سے مولوی مظہر الدین نامی نے جو میرے ساتھ موجز میں شریک تھے اور ریاست رام پور کے رہنے والے تھے ایک قصہ اپنے شہر کا بیان کیا کہ وہاں ایک شخص پر ایسا قبض شدید طاری ہوا کہ انہوں نے خودکشی کا ارادہ کیا اور کچھ تعجب نہیں

شعر
بے دوست زندگانی ذوق چناں ندارد + ذوق چناں ندارد بے دوست زندگانی

بیچارے فن سے ناواقف تھے اس لئے وارد کی حقیقت کو نہ سمجھے مولوی ارشاد حسین صاحب کے پاس پہونچے اُس وقت وہ مثنوی پڑھا رہے تھے انہوں نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا شیطان ہوں مولوی صاحب نے کہا اگر شیطان ہو تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ سنکر وہ سیدھے اٹھے ہوئے قیام گاہ کو چلے گئے اور یہ سمجھ گئے کہ اب تو ایک شیخ کا بھی یہی فیصلہ ہے واقعی میں ایسا ہی ہوں اپنے وجود ناپاک سے دنیا کو پاک کر دینا چاہئے مرید سے بلا کر کہا کہ میں اپنا گلا کاٹونگا اگر کچھ باقی رہجائے تو تم تکمیل کر دینا چنانچہ انہوں نے حجرہ میں جاکر گردن کاٹ لی جب وہ مرگئے تو مرید پہلے مانس نے جو حصہ باقی رہا تھا اسکو بھی علحدہ کر دیا پولیس نے مرید کو گرفتار کر لیا نواب صاحب والئے ریاست رام پور کے یہاں مقدمہ پیش ہوا اس نے سارا قصہ بیان کر دیا مولوی ارشاد حسین صاحب کو خبر ہوئی انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی نواب صاحب نے اس مرید کو چھوڑ دیا ہمارے مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ سنکر یوں فرمایا کہ ان کو یہ جواب دینا چاہئے تھا کہ اگر شیطان ہو تب بھی کیا حرج ہے شیطان بھی تو انہیں کا ہے اس لئے یہاں منقطع ہوئی اس سے قبض جاتا رہتا کسی نے حضرت سے عرض کیا کہ نفس تو مقبولیت کی مطلوب ہے نہ کہ مردودیت کی فرمایا یہ انکا علاج تھا اس سے ان کا قبض جاتا رہتا ایسے وقت حقیقت کی طرف نظر نہیں جاتی مخاطب کی

خصوصیت کے اعتبار سے علاج کیا جاتا ہے۔ اور اس رمز کو مصلحین خوب سمجھتے ہیں

(۴۶) حکایت = فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضرت حاجی صاحب رح کے ملفوظات و حالات بیان کر رہا تھا اس جلسہ میں ایک مرید حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد بھی بیٹھے ہوئے تھے جو سب مرید تھے اور ایک حالت طاری تھی انہوں نے اسی حالت میں مجھے مخاطب کر کے یہ شعر پڑھا سے تو مستور از جمال کیستی + تو مکمل از کمال کیستی

میں نے فی البدیہہ جواب دیا سے من مستور از جمال حاجیم + من مکمل از کمال حاجیم

(۴۷) حکایت = فرمایا کہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ مفقود الخبر کی عورت کے بارہ میں کیا حکم ہے انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کا مذہب بتلا دیا سائل نے عرض کیا اس میں تو بڑا حرج ہے اور دین میں حرج نہیں مولانا نے فرمایا کہ جہاد میں تو اس سے بھی زیادہ حرج ہے اس کا شریعت میں حکم کیوں ہے بڑے آئے حرج حرج کرنے والے جاؤ اپنا کام کرو ہمارے حضرت نے فرمایا کہ دیکھئے مجذوب تھے مگر بات کیسی عمدہ فرمائی ہمارے حضرت حاجی صاحب رح تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے کہ عارف کا ہذیان بھی عرفان ہوتا ہے

(۴۸) حکایت = فرمایا کہ مولوی فضل حق صاحب شاہ عبد القادر رحمہ اللہ سے حدیث پڑھتے تھے شاہ صاحب بڑے صاحب کشف تھے اور اس خاندان میں آپکا کشف سب سے بڑھا ہوا تھا جس روز مولوی فضل حق صاحب کسی ملازم پر کتابیں رکھوا کر لیجاتے گو پہونچنے سے پہلے خود لیلیتے شاہ صاحب کو کشف سے معلوم ہو جاتا تھا اسی روز مولوی صاحب کو سبق نہیں پڑھاتے تھے اور جب خود لیجاتے حضرت کو کشف ہو جاتا اور اسی روز سبق پڑھاتے (جامع کہتا ہے

بنشیں اہل دلی نگہدار ہیدل × تا نباشید از گمان بد خجل

(۴۹) حکایت :- فرمایا کہ ایک مولوی صاحب مولوی فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ کے مرید تھے اور حسین عرب کے شاگرد تھے حافظہ بہت اچھا تھا مگر داڑھی منڈاتے تھے بلکہ داڑھی والوں کی مذمت بیان کیا کرتے تھے یہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے یہاں حدیث کی سند لینے آئے مولانا نے فرمایا تھا کہ آپکو حدیث کی سند دینا جائز نہیں ہے بس فوراً چلے گئے اور مولانا فضل الرحمن صاحب سے جا کر سند لے لی اور حضرت گنگوہی کو لکھا کہ دیکھو تم نے سند نہ دی تو ہمکو ملی نہیں ہمارے حضرت نے فرمایا کہ مولانا فضل الرحمن صاحبؒ کے یہاں غلبہ استغراق کی طرف ان چیزوں کیطرف التفات نہ تھا کبھی خیال ہوگیا تو مستحبات پر پکڑ ہوگئی ورنہ فرائض و واجبات پر بھی نکیر نہ فرمائی ایک مرتبہ ایک شخص نے بایاں پاؤں مسجد میں رکھدیا بس اسے بیل اور یہ اور وہ کہنا شروع کر دیا مولانا سے بڑے بڑے عہدہ دار داڑھی منڈے مرید تھے اور اس پر التفات نہ تھا مولانا مجذوب تھے

(۵۰) حکایت :- فرمایا کہ مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف تھے مگر کشف دائمی نہیں ہوتا ایک دفعہ ان کے پیچھے ایک شخص بالوں کی ٹوپی اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا بعد سلام اسکے دیکھکر فرمایا کہ ارے ننگے سر نماز مکروہ ہوتی ہے اس نے عرض کیا کہ حضرت ننگے سر نہیں ہوں بالوں کی ٹوپی اوڑھ رہا ہوں بس چپ ہوگئے (جامع کہتا ہے کہ

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم — گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

(۵۱) حکایت :- فرمایا کہ مولانا فضل الرحمن صاحب پر جذب کا غلبہ بہت رہتا تھا ایک مرتبہ آپ کے پوتہ کی شادی تھی اور لوگ جمع ہو رہے تھے پوچھا کہ یہ آدمی کیسے جمع ہو رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے پوتہ کی شادی ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد پوچھا تو لوگوں نے وہی جواب دیا فرمایا ہاں ابھی تو ہمنے پوچھا تھا اچھا ایسے ہمیں جواب نہ دینا بار بار کوئی کہاں تک بتائے حاجی وارث علی شاہ صاحب ان سے ملنے گئے تھے وہ نماز نہ پڑھتے تھے سنا ہے کہ وہاں جا کر پڑھی تھی

(۵۲) حکایت ۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ لفٹنٹ گورنر نے مولانا فضل الرحمٰن صاحب
سے ملنے کی اجازت چاہی آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ میں تو ایک فقیر آدمی ہوں
ان کے بیٹھنے کا کیا انتظام ہوگا اچھا ایک کرسی منگا لینا لفٹنٹ گورنر کی
طرف سے تاریخ اور وقت بھی مقرر ہو گیا اور آپ لوگوں سے یہ کہکر بھول بھی گئے
یہاں تک کہ لفٹنٹ گورنر معہ چند حکام کے آموجود ہوئے سب کھڑے تھے ایک
میم بھی کھڑی تھی مولانا نے ایک اوٹے گھڑے کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ بی تو
اسپر بیٹھ جا لفٹنٹ گورنر نے کچھ تبرک مانگا آپ نے ایک خادم سے فرمایا کہ بھائی
دیکھو میری ہنڈیا میں کچھ ہو تو ان کو دیدو اس میں کچھ چورہ مٹھائی کا نکلا
بس سب کو تھوڑا تھوڑا تقسیم کر دیا سب نے ادب اور خوشی سے قبول کیا
اور تھوڑی دیر بیٹھکر اجازت چاہی اور رخصت ہو گئے۔ چلتے وقت نصیحت کی
درخواست کی فرمایا کہ ظلم مت کرنا

(۵۳) حکایت ۔ فرمایا کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں
ایک شخص مٹھائی کا دونہ لایا اور حضرت کے سامنے پیش کیا حضرت نے اس سے پوچھا
کہ تو کیا کام کرتا ہے اس نے عرض کیا کہ گانے بجانے کا کام کرتا ہوں فرمایا مردود
ہمیں حرام کھلاتا ہے اور اس زور سے ٹھوکر ماری کہ دونہ کتنی دور جاکر گرا

(۵۴) حکایت ۔ فرمایا کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک شخص
کسی گرو کے پاس گیا گرو نے پوچھا کیسے آئے ہو کہا چیلہ بننے آیا ہوں
گرو نے کہا کہ چیلہ بننا بہت مشکل ہے اس نے کہا تو گرو ہی بنا دو

(۵۵) حکایت ۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت مولانا رامپوری رح
فرماتے تھے کہ بھائی اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ طالب مطلوب بنکر آتے ہیں
ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ کسی صورت سے اللہ کا نام آجائے ہمارے حضرت نے
فرمایا کہ ہاں بھائی یہ اللہ کا باغ ہے اس میں ہر قسم کے درخت ہونے چاہئیں
اندر کے درخت تو ایسے ہی ہونے چاہئیں جیسے حضرت رامپوری رحمۃ اللہ علیہ تھے
اور باہر کے ایسے ہونے چاہئیں جیسے ہم ہیں کیونکہ باغ میں جب تک باہر کے درخت
خاردار نہیں ہوتے جب تک اندر کے درختوں کی حفاظت نہیں ہوتی ۔ بلیغ تمثیل

بزرگوں کا جو یہاں سے جائیگا پھر ان حضرات کو نہ ستائیگا واقعی کہیں تو اس شعر کا مصداق ہونا چاہئے کہ ~ بانگ می آید کہ اے طالب بیا ~ جود محتاج گدایاں چوں گدا + اور کہیں اس شعر کا مصداق ہونا چاہئے کہ ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو + دار و گیر و حاجب و درباں دریں درگاہ نیست ایک واقعہ یاد آیا کہ میرے پاس ایک شخص مرید ہونے آیا میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس موروثی زمین تو نہیں اس نے کہا ہے (وہ اسکو کچھ اچھا سمجھتا تھا) میں نے کہا کہ پہلے اوس سے استعفا دے آؤ پھر مرید کریں گے وہ یہاں سے سیدھا رائپور پہونچا اور مرید ہو کر یہاں آیا اور کہا کہ میں تو مرید ہو ہی گیا مولانا نے تو کچھ نہیں کہا میں نے اوس سے کہا کہ کیا تو نے مولانا سے پوچھا تھا کہنے لگا نہیں میں نے کہا کیا ان کو علم غیب تھا پھر میں نے کہا کہ دیکھو میں اور مولانا رائپوری دو دو نہیں ہم سب ایک ہی ہیں انکی طرف سے کہتا ہوں کہ تم اس زمین سے استعفا دیدو اور اگر کچھ عذر ہے تو یہاں سے ابھی اٹھ جاؤ اور آئندہ جب تک توبہ نہ کر لو یہاں منہ نہ دکھاؤ

(۵۶) حکایت ؛ فرمایا کہ سید احمد صاحب رحمہ جس وقت حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھے تو شاہ صاحب نے ان کو شغل رابطہ بتلایا تو سید صاحب نے اس شغل سے عذر فرمادیا اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ ~ بمی سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید + کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا = تو سید صاحب نے جواب دیا کہ آپ کسی معصیت کا حکم دیجئے کر لونگا یہ تو معصیت نہیں شرک ہے یہ تو گوارا نہیں شاہ صاحب نے یہ سنکر ان کو سینہ سے لگا لیا کہ اچھا ہم تمکو طریق نبوت سے لیجاینگے تمکو طریق ولایت سے مناسبت نہیں ہے دوسرا واقعہ سید صاحب کے انقیاد کا امیر شاہ خانصاحب رحہ نے امیر الروایات میں لکھا ہے کہ جب شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ شاہ صاحب سے مانگ کر ان کو اپنے پاس لیگئے تو آپنے مسجد میں ایک جگہ بتلادی تھی کہ اس جگہ بیٹھکر ذکر و شغل کیا کرو

رفتہ رفتہ برسات کا زمانہ آگیا ایک روز شاہ صاحب نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ موسلادھار بارش ہو رہی تھی اور یہ اوسی میں بیٹھے ہیں۔ سید صاحب سے پوچھا کہ تم بارش میں کیوں بیٹھے ہو تو فرمایا کہ آپ ہی نے تو یہ موقع بتلایا تھا ہمارے حضرت نے فرمایا یہ ہے اطاعت شاہ صاحب کو وہم بھی نہ تھا کہ میرے بتلانے کو ایسا عام سمجھینگے مجھے یقین ہے کہ اگر تمام برسات اور جاڑہ بھی گذر جاتے جب بھی سید صاحب اس جگہ سے نہ اٹھتے مدعی اس واقعہ سے سبق حاصل کریں کہ شیخ کی موافقت کیسی ہوتی ہے اور شروع کے واقعہ میں اختلاف کو دیکھئے کیسا ہوتا ہے اللہ اکبر اتفاق ہو تو ایسا اور اختلاف ہو تو ایسا اور پھر بھی کیسے کہ کچھ نہ فرمایا حقیقت کو سمجھکر خوش ہوئے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر کہتے معصیت کر لوں اس سے معصیت نہیں اطاعت مقصود ہے بلکہ اوسکا رسوخ ہونا شرک سے مقصود ہے بزرگوں کے کلام کا محمل سمجھنا بڑا کام ہے) ؎ ہزار نکتہ باریکتر زمو ایں جاست ٭ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند جامع

(۵۷) حکایت = فرمایا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھکو چار مسئلوں میں شرح صدر ہے ایک مسئلہ قدر دوسرا روح تیسرا مشاجرات صحابہ چوتھا وحدۃ الوجود اور جب ان چاروں مسئلوں پر حضرت تقریر فرماتے تو سامعین پر ایک اطمینان اور وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی

(۵۸) حکایت = فرمایا کہ حاجی مرتضیٰ خاں صاحب لکھنوی کہتے تھے ایک عالم نے جو کہ اپنے شیخ سے مثنوی پڑھے ہوئے تھے حضرت حاجی صاحب رح کے یہاں مثنوی آکر شروع کی ان سے ایک روز میں نے پوچھا کہ تم نے حضرت حاجی صاحب رح کی پڑھائی میں اور اپنے شیخ کی پڑھائی میں کیا فرق دیکھا انہوں نے پوچھا کہ تم کچھ پڑھے ہوئے ہو کہا کچھ نہیں ایسے ہی تھوڑا سا پڑھا ہوں انہوں نے کہا کہ تم ایک مثال سے سمجھو کہ جیسے ایک مکان نہایت شاندار ہے اور ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ اور ہر قسم کے فرنیچر سے بھرا ہوا ہے ایک شخص تو

وہ ہے کہ کسی کو اوس کے دروازہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا اور اس کا تمام نقشہ ایسا بیان کر دیا کہ کوئی چیز نہ چھوڑی اور ایک شخص وہ ہے جس نے زیادہ بیان تو نہیں کیا لیکن دروازہ سے اندر لیجا کر بیچ مکان میں کھڑا کر دیا اس طرح کہ سب کچھ اپنی آنکھ سے دیکھ لے حضرت حاجی صاحب رحمۃ کا پڑھانا تو ایسا ہی ہے کہ مجھے اندر لیجا کر کھڑا کر دیا اور میرے شیخ کا پڑھانا ایسا ہے جیسا کہ باہر سے پورا نقشہ بتادیا

(۵۹) حکایت - فرمایا کہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک جادو دان انگریز آیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے آپکو ہر فن میں دخل ہے جادو رانی میں بھی کچھ آپکو آتا ہے شاہ صاحب نے جو بعض چیزوں کے حالات بیان کئے ہیں تو وہ اسکو بھی یاد نہ تھے اسکو حیرت ہوگئی پوچھا تو فرمایا کہ بچپن میں اس فن کی ایک کتاب دیکھی تھی اس میں سے ہی کچھ یاد ہوگا کہا تھا

(۶۰) حکایت - فرمایا کہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دو قوال آئے ان میں کسی راگنی میں اختلاف تہا اور شاہ صاحب کو حکم بنایا تھا دونوں نے شاہ صاحب کے سامنے گایا شاہ صاحب نے ایک کی تصویب کی اور دوسرے کا تخطیہ اور بتلا دیا کہ یہ خرابی ہے ان کو بڑا تعجب ہوا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب ہم مکتب میں جاتے تھے تو ہمارے رستہ میں ایک ڈوم نے بالاخانہ کرایہ لے رکہا تہا ہم آتے جاتے سنا کرتے تھے اسی سے ہم نے کچھ معلوم کیا تھا جو ہمیں یاد ہے

(۶۱) حکایت - فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب رحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ پڑھنے کا جسقدر شوق ہو اس سے کچھ کم پڑھنا چاہئے شوق کو باقی چھوڑ دے اور مثال میں فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو جب چکی پر تھوڑا ناج رہجاتا ہے تو پھر لوٹ آتی ہے اور جب بالکل نہیں رہتا تو نہیں لوٹتی

(۶۲) حکایت - فرمایا کہ مشتاق احمد صاحب پٹواری کہتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ کے حالات اسقدر رفیع ہیں کہ میرے ذہن میں نہیں آتے اسلئے آپ (یعنی مرشدی مدظلہم) کچھ لکہئے

ہمارے حضرت نے فرمایا کہ ہمیں یہ پتہ بھی نہ تھا کہ اور لوگ بھی حضرت کے حالات کو اس درجہ کا سمجھتے ہیں چنانچہ امداد المشتاق اس فرمائش کے بعد ہی لکھی گئی ہے

(۶۳) حکایت = فرمایا کہ جب میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور حضرت حاجی صاحب کا ذکر بکثرت ہوتا تو فرماتے کہ جب تم آجاتے ہو تو قلب زندہ ہو جاتا ہے کیونکہ جب میں پہونچتا تھا تو اکثر حاجی صاحب رح کا تذکرہ آجاتا تھا اور حضرت جانتے تھے کہ اس (یعنی مرشدی مدظلہم) نے حضرت حاجی صاحبؒ کی زیارت کی ہے یہ حضرت کے حالات سے مسرور ہوگا ہمارے حضرت نے فرمایا کہ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اتنا بڑا شخص کہ جو امام وقت ہو وہ ایک ایسے تھوڑے سے لکھے پڑھے بزرگ (یعنی قطب عالم حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ) کا ایسا معتقد ہو جائے

(۶۴) حکایت = فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحب رح جب کچھ تصنیف فرماتے تو ایک ایک جزو لکھکر نقل کے لئے دیتے تھے اور آپ کے مضمون نے ناقل دو ہوتے تھے ایک بتلاتا دوسرا لکھتا وہ جزو نقل ہونے نہ پاتا تھا کہ حضرت دوسرا جزو تصنیف فرما دیتے تھے

(۶۵) حکایت = فرمایا کہ مولوی عبد الحی لکھنوی کی بابت لوگ کہتے ہیں کہ انکی تصنیف کا اوسط اتنا روزانہ کا پڑتا ہے ہمارے حضرت نے فرمایا کہ بیچارے کا دماغ اسی میں ضعیف ہو گیا صرع ہو گیا تھا اگرچہ دوائی ہر چند منع کیا گیا لیکن نہیں مانے علمی خدمت کے مقابلہ میں بیچارے نے جان تک کی پرواہ نہ کی

(۶۶) حکایت = فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رح فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو عالم روحانیت سے مناسبت ہو جاتی ہے تو اس کے وقت میں برکت ہو جاتی ہے

(۶۷) حکایت = فرمایا کہ مولانا مظفر حسین صاحبؒ جب کبھی سواری پر سوار ہوتے تو پہلے مالک کو سب چیز دکھلا دیا کرتے تھے

اگر بعد میں کوئی خط بھی لاتا تو فرماتے کہ بھائی میں نے سارا اسباب مالک کو دکھا دیا ہے اور یہ اس میں ہے نہیں لہٰذا تم مالک سے اجازت لے لو

(۶۸) حکایت: فرمایا کہ مولانا مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دہلی سے بہلی میں سوار ہو کر اپنے وطن کاندھلے کو تشریف لا رہے تھے بزرگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر شخص سے اس کے مذاق کے موافق گفتگو کیا کرتے ہیں اس بہلی والے سے بہلی ہی کے متعلق کچھ پوچھنے لگے کہ بیلوں کو رات کتنا دیتے ہو اور کیا بچت ہو جاتی ہے اس سلسلہ میں اس کی زبان سے یہ بھی نکل گیا کہ یہ بہلی ایک رنڈی کی ہے اور میں نوکر ہوں بھلا مولانا رنڈی کی گاڑی میں کیسے بیٹھ سکتے تھے (کسی طالب علم کرایہ کر کے لا دی ہو گی مولانا کو پتہ نہ تھا) اب مولانا کا دقیق تقوی دیکھئے فوراً نہ اترے تاکہ اس کی دلشکنی بھی نہ ہو تقوی بھی برتنا ہر شخص سے نہیں آتا ذرا دیر کے بعد بولے کہ بہلی کو روک لینا مجھے پیشاب کی ضرورت ہے اس نے بہلی روک دی آپ نے اوتر کر پیشاب کیا اور اس کے ساتھ استنجا سکھلانے چلے کہاں تک چلتے آخر ڈھیلا پھینک دیا اس نے کہا بیٹھ جائیے فرمایا ٹانگیں شل ہو گئی ہیں ذرا دور پیدل چلوں گا تھوڑی دور چل کر اس نے پھر عرض کیا پھر ٹال دیا پھر کہا پھر ٹال دیا پھر وہ سمجھ گیا اور کہا کہ مولانا میں سمجھ گیا کہ یہ رنڈی کی گاڑی ہے آپ اس میں نہ بیٹھیں گے نہیں پھر لیجانے سے کیا فائدہ حکم دیجئے لوٹ جاؤں فرمایا ہاں بھائی بیٹھونگا تو نہیں مگر تم کو کاندھلے چلنا ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی اس کے پاس کرایہ کو آیا ہو اور اس نے انکار کر دیا ہو تو اس کا خواہ مخواہ نقصان ہوگا دیکھا یہ تنبیہ ہے کہ جب کرایہ دینا ہی تھا تو پھر کاندھلے تک خالی بہلی کیوں لائے تو بات یہ ہے کہ بعض طبیعتیں بلا کار گذاری کے لینا گوارا نہیں کرتی یا اس کے سوا کوئی وجہ ہو لہٰذا آپ کاندھلے تک ویسے ہی پیدل آئے اور پھر منزل پر بیلوں کو گڑ اور گھی اور گھاس دانہ کا ویسا ہی انتظام کیا اور مکان آکر اسکو کرایہ دیکر واپس کیا

(٦٩) حکایت: فرمایا کہ زمانہ جنگ روم و روس میں مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص زیارت کو آئے اور ساتھ ہی ایک شخص کا خط بھی رومیوں کی فتحیابی کی دعا کے لئے لائے کہ حضرت دعا فرماویں اللہ تعالیٰ رومیوں کو روسیوں کے مقابلہ میں غلبہ دے ان کے خط دینے سے پہلے ہی حضرت نے فرمانا شروع کیا کہ واہ صاحب بڑے آئے ہیں دعا کو دعا کر دو کیا روسی خدا کے بندے نہیں ہیں رومی ہی ہیں ایک آدمی تو شہید ہوتا ہے تمہارا کیوں دم نکلتا ہے (پھر اس شخص کو خط دینے کی جرأت نہ ہوئی کیونکہ جواب تو ہو ہی گیا)

(٧٠) حکایت: فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے مولانا گنگوہی کا تو قدم قدم پر انتظام اور مولانا نانوتوی رحمہ اللہ لاابالی تھے ان کی چیز کہیں پڑی ہے کچھ پرواہ ہی نہیں اس وقت ایک گروہ مولانا گنگوہی رح کے پاس گیا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ حج کو چلیں گے آپ نے فرمایا کہ زادراہ بھی ہے انہوں نے کہا ایسے ہی توکل پر چلیں گے مولانا نے فرمایا کہ جب ہم جہاز کا ٹکٹ لیں گے تو تم منہ تکو گے سامنے توکل کی پوٹلی رکھ دینا بڑے آئے توکل کرنے جاؤ اپنا کام کرو پھر ان لوگوں نے حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تو آپ نے اجازت دیدی

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

راستہ میں جو کچھ بھی ملتا وہ سب ان لوگوں کو دیدیتے اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی دیتے ہیں کچھ تو اپنے پاس بھی رکھئے تو فرمایا انما انا قاسم واللہ یعطی اسی سفر میں مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے مولانا نانوتوی رح سے فرمایا کہ صبح سے شام تک پھرتے ہو، کچھ فکر بھی ہے تو فرمایا کہ حضرت آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کیا فکر

(٧١) حکایت: فرمایا کہ امیر شاہ خاں رح کہتے تھے کہ بزرگوں کی شانیں مختلف ہوتی ہیں بعضوں کے خدام تو اپنے شیخ کے عاشق ہوتے ہیں اور بعضوں کے نہیں ہوتے چنانچہ مولانا محمد قاسم رح کے خدام آپ کے عاشق تھے

بگوش گل چہ سخن گفتہ کہ خنداں است
بعندلیب چہ فرمودہ کہ نالاں است

(٧٢) حکایت: فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد قاسم صاحب رح کے پاس

آپ کے خادم مولوی فاضل حاضر تھے مولانا نے ان کو مٹھائی تقسیم کرنے کے
واسطے فرمایا (کیونکہ مولانا کا کوئی جلسہ مٹھائی سے خالی نہ ہوتا تھا
اگر کہیں سے آئی ہوئی موجود نہ ہوئی تو خود منگوا کر تقسیم فرماتے)
انہوں نے تقسیم کر دی آخر میں اتفاق سے اس میں تھوڑی سی مٹھائی
بچ گئی تو آپ نے فرمایا الفاضل للقاسم (یعنی بچی ہوئی مٹھائی قاسم کی ہے
یا بچی ہوئی تقسیم کنندہ کی) انہوں نے جواب دیا الفاضل للفاضل والقاسم
محروم (یعنی فاضل مٹھائی تو مسمّی فاضل کی ہے اور قاسم محروم) اس کا مطلب
یا یہ کہ بچی ہوئی صاحب فضیلت یعنی آپ کی ہے اور تقسیم کنندہ محروم ہے اہل علم کے لطیفے بھی علمی ہوتے ہیں

(۳۷) حکایت - فرمایا کہ میں بچپن میں خواب بہت دیکھا کرتا تھا
اب تو بالکل نظر نہیں آتے اور تعبیر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رح سے
لیا کرتا تھا مولانا نے بعض اوقات استخارہ تک مجھ سے کرایا ہے
کہ تجھے خواب سے مناسبت ہے ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ مولانا
دیوبندی رح کے مردانہ مکان میں دروازہ کے سامنے جو چبوترہ
ہے اس کے کنارہ پر ایک چارپائی بچھی ہے اور اس پر ایک بزرگ
بیٹھے ہیں جو بہت نازک بدن دبلے قد بہت اچھا کپڑے نہایت نفیس
بڑے قیمتی تھے انہوں نے مجھے ایک کاغذ دیا جس پر یہ لکھا ہوا تھا
(کہ ہم نے تم کو عزت دی) اور اس کاغذ پر بہت سی مہریں تھیں
جو نہایت صاف تھیں اور مہروں میں صاف لکھا ہوا تھا (محمد) صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم (آپکو حلیہ شریف میں دیکھنا کچھ ضرور نہیں) اسی خواب میں
پھر یوں دیکھا کہ تھانہ بھون میں شادی لال تحصیلدار کے مکان میں
پھاٹک کے متصل جو مکتب تھا اس کے اندر کے درجہ میں ایک انگریز اجلا سا
گورا بیٹھا ہوا تھا اس کا لباس سیاہ ہے (یہ واقعہ نہیں کہ مکان میں کیونکر پہنچا)
اس نے مجھے ایک پرچہ دیا اس میں بھی یہی عبارت تھی (کہ ہم نے تم کو
عزت دی) اس میں بھی مہریں لگی تھیں مگر صاف نہ تھیں میں نے
حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو فرمایا کہ تمکو

دین اور دنیا کی دونوں عزتیں نصیب ہونگی (جامع کہتا ہے کیسی حسنہ تعبیر ہے کہ آج جسکو ایک عالم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اللھم زد فزد)

(نمبر ۷۴) حکایت = فرمایا کہ ایک خواب میں نے بالکل بچپن میں میرٹھ میں دیکھا تھا (جو سب سے اول خواب ہے اس سے پہلے میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا) کہ جس مکان میں ہم رہتے تھے اس کے دہلیز میں موجود ہوں شام کا وقت ہے اور وہاں ایک پنجرا رکھا ہوا ہے اور اس میں دو کبوتر ہیں وہ دونوں صاف زبان میں مجھ سے بولے کہ پنجرہ میں روشنی کردو میں نے کہا کہ تم خود ہی کرلو یہ سنکر انہوں نے چونچ کو رگڑا تو یکدم روشنی ہوگئی میں نے اپنے ایک ماموں صاحب سے جو میرے فارسی میں استاد بھی تھے یہ خواب عرض کیا تو فرمایا کہ وہ روح اور نفس تھے ان کی خواہش تھی تم مجاہدہ کرو تم نے انکار کردیا اس لئے اللہ تعالے تمکو بلا مجاہدہ ہی عطا فرمائینگے اور نور باطن حاصل ہوگا (جامع کہتا ہے ع این سعادت بزور بازو نیست * تا نہ بخشد خدائے بخشندہ اس کے بعد ہمارے حضرت نے فرمایا کہ یہ تو کچھ کیا نہیں صرف بڑے میاں کی ہی صحبت کو کچھ سمجھ لو باقی نور باطن کا اب تک انتظار ہے نہ معلوم کب حاصل ہوگا (جامع کہتا ہے سبحان اللہ کیا ٹھکانا ہے اس عجز و انکسار کا = اس موقع پر بدگمان بزرگ ذرا گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں = ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(۷۵) حکایت = فرمایا کہ رات کو کبھی تو آنکھ کھلتی ہے کبھی نہیں کھلتی جب آنکھ کھلجاتی ہے تو تھوڑا سا ذکر خفی کرکے سوجاتا ہوں ذکر سے مجھکو ایسا سکون ہوجاتا ہے کہ فوراً نیند آجاتی ہے (جامع کہتا ہے یہی نسبت باذکر اور الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کی شان ہے جو حضرت والا کے اندر کمال درجہ میں پائی جاتی ہے) یہ سنکر فرمایا لوگ ذکر غفلت دور کرنے کے لئے کرتے ہیں

مجھے اور زیادہ ہوجاتی ہے

(۷۶) حکایت - فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی ذاکر نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ذکر کے وقت نیند آتی ہے فرمایا تکیہ رکھکر سوجایا کرو ذکر پھر کرلیا کرو نیند کا علاج سوائے سونے کے کچھ نہیں

(۷۷) حکایت - فرمایا کہ مولانا شیخ محمد رح وعظ میں لغات بہت بولتے تھے اور پھر اس کی تفسیر یعنی بے کرتے تھے ایک مرتبہ مولانا میرٹھ تشریف لیگئے تو ایک شخص کی نسبت دریافت کیا کہ یہ کہاں میرٹھ رہتے ہیں یا احاطہ میں میرٹھ رہتے ہیں (ہمارے حضرت نے فرمایا) کہ مگر ہمنے اپنے اکثر بزرگوں کو دیکھا ہے کہ لوگ ان کو پہچانتے بھی نہ تھے کہ یہ علماء ہیں گفتگو بہت معمولی آدمیوں کی طرح کرتے تھے ہاں تقادیر کے اندر اصطلاحات ضرور بولتے تھے (وہاں اسکی ضرورت ہوتی تھی جامع)

(۷۸) حکایت - فرمایا کہ ہمارے مولانا محمد یعقوب رح ماہانہ امتحان نہ لیتے تھے جب مہینہ ختم ہوتا تو پرچہ امتحان کا منگاکر بلا امتحان ہی سب کے نمبر لکھدیتے تھے ایک طالب علم نے عرض کیا کہ حضرت بلا امتحان ہی نمبر لکھدیتے ہیں فرمایا مجھے سب کی لیاقت معلوم ہے (مالک اپنے بچھڑے کے دانت خوب جانتا ہے) اور اگر کہو تو لاؤ سب کا امتحان بھی لے لوں مگر یاد رکھو کہ اس سے کم ہی نمبر آئیں گے مولانا کا رعب بہت تھا سب طالب علم چپ ہی ہوگئے

(۷۹) حکایت - فرمایا کہ ایک شخص کا نام محمد کالے تھا اور وہ اپنا سجع کہلانا چاہتا تھا اکثر نے انکار کردیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو گورے تھے کالے کہاں تھے اس میں جوڑ کیسے ملائیں وہ مولانا اسماعیل شہید رح کے پاس پہونچا تو آپنے فوراً سجع کہدیا کہ ہر دم نام محمد کالے

(۸۰) حکایت فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ کی عادت شریف تھی کہ جب کوئی اُن کے پاس آکر بیٹھتا تو معارف وحقائق بیان فرمایا کرتے تھے ہمارے حضرت نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے بچپن ہی سے ایسوں کے پاس پہونچا دیا دین کی محبت تو مولانا شیخ محمد صاحب رح

کی خدمت میں رہکر ہوئی ان کی صورت دیکھکر اللہ کی محبت پیدا ہوتی تھی اور اہل دین سے محبت حضرت مولانا محمد یعقوب رح کے یہاں پہونچکر ہوئی

(۸۱) حکایت :- فرمایا کہ ایک مرتبہ گرمیوں کے زمانہ میں کہ اس وقت سخت دہوپ ہی مولانا شیخ محمد دہ جامع مسجد سے باہر تشریف لے جارہے تھے ایک صاحب نے جوتہ لینا چاہا آپنے تواضع سے عذر کیا اسنے اصرار کیا مولانا نے انکار کیا اور جوتہ مضبوط تہام لیا اور یہ سب قصہ گرم فرش پر ہو رہا ہے جب وہ اسطرح کامیاب نہ ہوا اس نے ایک ہاتہہ سے مولانا کی کلائی پکڑی اور دوسرے ہاتہہ سے زور سے جہٹکا دیا اور آپ کے ہاتہہ سے جوتہ چھین لیا اور مسجد کے دروازہ پر لا رکہا گویا بڑی خدمت کی حضرت تو خاموش ہوگئے مگر مجھکو بڑا غصہ آیا اور اسکو لتاڑا

(۸۲) حکایت :- فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب رح کے سبق پڑہاتے اندر آنسو کثرت سے جاری ہو جاتے تھے ایک دفعہ ہم نے چاہا کہ مولانا سے مثنوی شروع کریں تو ہم حضرت صاحب نے فرمایا کہ انہیں مدرسہ میں بیٹہنے دوگے یا نہیں اگر مثنوی پڑہانے لگے تو جنگلوں کو نکل جائیں گے آگ بھڑک اٹھے گی

(۸۳) حکایت فرمایا کہ ایک مرتبہ اجمیر میں مولانا محمد یعقوب رحمتہ اللہ علیہ صبح کی نماز کو تشریف لارہے تھے راستہ میں کان میں پتھر بجلوں کے دہان کوٹنے کی آواز آئی بس مولانا کو وجد ہوگیا
کہ

کسانیکہ یزداں پرستی کنند ۔ بر آواز دولاب مستی کنند

(۸۴) حکایت :- فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد یعقوب رح میرٹھ کی مسجد میں وضو فرمارہے تھے کہ ایک طرف سے کسی غمزدہ عورت کے رونے کی آواز آئی بس وہیں وضو کرتے کرتے اسی غمزدہ کی گریہ سے مولانا کی حالت بدل گئی

(۸۵) حکایت فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب رح کے صاحبزادہ مولوی علاء الدین صاحب رح میرے ساتھ پڑھے ہیں اور میرے ساتھ ہی دستار بندی ہوئی ہے اگر زندہ ہوتے تو مولانا کے جانشین ہوتے امتحان میں اُن کے نمبر مجھ سے کم تھے لوگ یہ چاہتے تھے کہ چونکہ یہ مولانا کے صاحبزادہ ہیں اس لئے دستار بندی میں مجھ سے انکی (یعنی مولوی علاء الدین) کی تقدیم ہو جائے اسپر حضرت مولانا گنگوہی رح نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا جس کا استحقاق ہے وہی ہوگا

(۸۶) حکایت - فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب رح کے صاحبزادہ مولوی علاء الدین کا انتقال خاص بقرعید کے روز ہوا ہے نماز سے پہلے انکی بہت غیر حالت تھی جب نماز کا وقت آیا تو مولانا یہ کہکر کہ اللہ کے سپرد اللہ خاتمہ بخیر کرے نماز میں ہو گئے نماز میں دیر نہ کی حالانکہ مولانا کی وجاہت ایسی تھی کہ اگر کتنی ہی دیر فرماتے تب بھی لوگوں کو گراں نہ ہوتا مگر ایسا نہیں کیا وقت پر ہو گئے

(۸۷) حکایت - فرمایا کہ جس زمانہ میں دیوبند میں وبا پھیلی ہے تو اس زمانہ وبا میں مولانا محمد یعقوب رح کے گھرانے کے چودہ آدمی مرے تھے مگر مولانا بہت ہی متحمل رہے ذرا تزلزل اپنے اندر نہیں آنے دیا البتہ ایک دفعہ تو وضو کرتے ہوئے میں نے یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا تھا کہ آپ ایک خاص شان سے اسکو پڑھ رہے تھے

غیر تسلیم و رضا کو چارۂ + در کف شیر نرِ خونخوارۂ

(۸۸) حکایت - فرمایا کہ جس زمانہ میں دیوبند میں ہیضہ پھیلا ہے تو اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ نے ایک پیشین گوئی کی تھی اور لوگوں سے یہ فرمایا تھا کہ یہاں ایک وبا آنے والی ہے اگر ہر چیز ہی سے صدقات کئے جاویں تو اللہ تعالےٰ سے امید ہے کہ یہ بلا ٹل جائے

بعض اہل دیوبند نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ میں کچھ ضرورت ہوگئی ہے اسکی خبر کسی نے مولانا کو کردی تو مولانا کو اسپر بہت غیظ آیا اور فرمایا کہ یعقوب اور یعقوب کی اولاد اور سارا دیوبند یعقوب اور یعقوب کی اولاد اور سارا دیوبند - اس جملہ کو چند بار تکرار فرمایا اس وقت حاجی محمد عابد صاحب حجرہ کے اندر بیٹھے ہوئے اس کلمہ کو سن رہے تھے وہ گھبرا کر باہر نکلے اور کہنے لگے کہ حضرت کیا فرما رہے ہو مولانا نے دریافت فرمایا کہ کیا کہا ہے حاجی محمد عابد صاحب نے وہ ہی جملہ سنا دیا کہ یوں فرما رہے تھے مولانا نے فرمایا کہ اب تو یوں ہی ہوگا اس کے بعد اس کثرت سے وبا پھیلی کہ بیس بیس پچیس پچیس جنازوں کی ایک دفعہ نماز ہوتی تھی بس دیوبند خالی ہوگیا جب یہ وبا ختم ہوگئی تو آسمان کیطرف دیکھکر فرمایا کہ میں تو سمجھا تھا میرا بھی وقت آگیا کیا ابھی دیر ہے بس اس کے بعد اپنے وطن نانوتہ پہونچے اور وہیں جاکر مبتلائے مرض ہوکر واصل بحق ہوئے

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

(۸۹) حکایت - فرمایا کہ مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب رح کے سب سے بڑے صاحبزادہ تھے وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت (جو بعد وفات واقع ہوئی) بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لیجا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا بس اس کثرت سے مٹی لیگئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہوکر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جاکر کہا (یہ صاحبزادہ بہت تیز مزاج تھے) کہ آپکی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہوگئی یاد رکھو اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہیو لوگ جوتہ پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلینگے بس اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی

یہ شہرت ہو گئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی لیجانا بند کردیا
(۹۰) حکایت - فرمایا کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رح
بعض بدعتیوں کی حس اور عقل کے متعلق فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں
اپنے بچپن کے زمانہ میں جبکہ اچھی طرح بشباب کے بعد ڈھیلا لینا بھی نہ جانتا
تھا کسی کے ہمراہ پیران کلیر کے میلہ میں گیا اتفاق سے جو غسل کا وقت تھا
اس وقت میں خاص مزار شریف کے پاس کھڑا ہوا تھا سقہ جو آیا اس نے
یکدم مشک چھوڑ دی اور اس کی مشک چھٹنے کے ساتھ ہی آدمیوں کا
ریلا اندر آگیا میں چونکہ بچہ تھا ہجوم کی وجہ سے اُس پانی میں گر گیا
اور تمام کپڑے شرابور ہو گئے جب میں باہر نکلا تو لوگوں نے میرے تمام
کپڑے اوتار کر مجھے ننگا کر دیا اور اس کا پانی نچوڑ کر تبرک سمجھکر
پی گئے اور پاگخانہ کا پانی بھی پی گئے جو یقیناً ناپاک تھا
(۹۱) حکایت - فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیوبند پڑھتا تھا
وہاں ایک سیاح ولائتی صاحب آئے وہ حضرت حاجی محمد عابد رح
صاحب سے جمعہ کی نماز پڑھانے کی اجازت لیکر منبر پر ہو لئے
خطبہ شروع کیا چونکہ ربیع الاول کا زمانہ تھا خطبہ کے اندر
مولود شریف شروع کر دیا اور خطبہ نہایت طویل کہ ختم ہونے ہی پر
نہ آوے لوگ پریشان ہو گئے حضرت مولانا گنگوہی رح بھی
اتفاقاً تشریف فرما تھے چونکہ مولانا کو حق تعالے نے ہمیشہ سے
اظہار حق کی شان دی تھی ان مولوی صاحب سے فرمایا کہ مولانا
خطبہ ختم کیجئے وہ بولے چپ رہو خطبہ میں بولنا حرام ہے (وہ پہچانتا نہ تھا)
مولانا گنگوہی رح نے فرمایا کہ حرام و حلال کیا لئے پھرتے ہو تم اس
قابل ہو کہ منبر سے تمہارا ہاتھ پکڑ کر اوتار دیا جاوے پھر اس نے
یہی جواب دیا چپ رہو مگر اس نے جلدی خطبہ ختم کر دیا
خطبہ کے بعد لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے
نہ معلوم یہ کون بلا ہے مولانا گنگوہی رح سے امامت کے لئے عرض کیا

مگر مولانا نماز پڑہانے کھڑے نہ ہوئے (تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ سب کچھ اپنی امامت کے لئے کہا تہا) مولانا محمد یعقوب رح نے نماز پڑہائی مولانا گنگوہی نے یہ دانشمندی کی کہ نماز کے بعد فوراً جوتہ اوٹہاکر چلدئے ان ولائتی صاحب نے نماز کے بعد کہا کہ بلاؤ اس وہابی کو جو خطبہ میں بولتا تہا اور بہت دیر تک بکتا رہا حضرت مولانا محمد یعقوب رح نماز پڑہتے رہے آپکو غصہ بہی بہت آیا لیکن تحمل کیا ہمارے حضرت نے فرمایا کہ ہماری جماعت کے حضرات فتنہ کو پسند نہیں فرماتے تہے مولانا گنگوہی کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں موجود ہوا تو فساد ہو جائیگا کیونکہ لوگ میری حمایت کریں گے اس لئے دفع الوقتی فرماگئے اور اب یہ حالت ہے کہ فتنہ وفساد کو تلاش کرتے پہرتے ہیں خطبہ کی طوالت پر فرمایا کہ فقہ کی بات یہ ہے کہ خطبہ کو خفیف کرے اور نماز کو طویل یعنی بہ نسبت خطبہ کے طویل کرے

(۹۲) حکایت - فرمایا کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اس جگہہ (یعنی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ) سے بڑی محبت تہی جب بینائی جاتی رہی ہے تو فرماتے تہے کہ اگر آنکہیں ہوتیں تو اس جگہہ کو اب دیکہتا (کیونکہ حضرت حاجی صاحب رح کی یہاں بود وباش رہی ہے اسوجہہ سے حضرت کو بڑا تعلق تہا

(در منزلیکہ جاناں روزے رسیدہ باشد ۔ باخاکِ آستانش دارم مرحبائی

(۹۳) حکایت - فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے اطلاع کی کہ حضرت یہاں مدرسہ کی سی صورت ہو گئی ہے دعا فرمائیے گا مولانا نے تحریر فرمایا کہ اچھا ہے بہائی مگر خوشی تو جب ہو گی کہ جب یہاں اللہ اللہ کرنے والے جمع ہو جاویں گے (جامع کہتا ہے کہ سبحان اللہ حضرت کی خواہش باحسن الوجوہ پوری ہو گئی؟

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں ۔ می دہد یزداں مراد متقیں

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود ۔

(۹۴) حکایت - فرمایا کہ حضرت مولانا محمد قاسم رح جہاز میں روز

ایک پارہ حفظ کر کے شام کو تراویح میں سنا دیا کرتے تھے اور آہستہ آہستہ یاد فرماتے تھے کسی کو پتہ بھی نہیں چلا یہ حضرت مولانا کی کرامت ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ نے رمضان شریف میں آدھا قرآن شریف حفظ کیا تھا تبسم سے فرمایا کہ چونکہ وہ مولانا رح میرے آدھے تھے اسلئے کرامت بھی آدھی ہوگئی

(۹۵) حکایت = فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رح کا معمول تھا کہ جب مثنوی کا درس ختم فرماتے تو یوں دعا فرمایا کرتے تھے (اے اللہ جو جو اس کتاب میں لکھا ہے اس میں سے ہمیں بھی حصہ دیدے آمین جامع)

(۹۶) حکایت = فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں مثنوی کا درس ہو رہا تھا اور جلسہ عجیب جوش و خروش پر تھا اس روز حضرت نے پکار کر یوں دعا فرمائی (اے اللہ ہم لوگوں کو بھی ایک ذرہ محبت عطا فرما آمین) پھر دعا کے بعد فرمایا کہ الحمد للہ سب کو عطا ہوگیا (الہام ہوا ہوگا) پھر دوسرے جلسہ میں فرمایا کہ بھائی ذرہ سے زیادہ کا تحمل بھی نہیں ہو سکتا

یارب چہ چشمہ ایست محبت کہ من ازاں — یک قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

بحریست بحر عشق کہ ہیچش کنارہ نیست — آنجا جز آنکہ جان بسپارند چارہ نیست

(۹۷) حکایت = فرمایا کہ جب مثنوی کے درس کا وقت آتا تو حضرت حاجی صاحب رح یوں فرمایا کرتے تھے کہ آؤ بھائی مثنوی کی تلاوت کرلیں. ایک شعر ہے

مثنوی مولوی معنوی — ہست قرآں در زبان پہلوی

اس کا لوگوں نے اس طرح حل کیا ہے کہ اس میں زیادہ مضامین قرآن شریف کے ہیں لیکن حضرت نے عجیب تفسیر فرمائی کہ عجبائی

قرآن سے مراد کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی کبھی وحی سے ہوتا ہے
اور کبھی الہام سے ہوتا ہے تو اس مصرعہ کے یہ معنی ہیں کہ مثنوی کلام الٰہی
یعنی الہامی ہے (حضرت اس تفسیر کی بنا پر تلاوت کا لفظ استعمال فرماتے تھے) جامع

(۹۸) حکایت :- فرمایا کہ حضرت مولانا محمد قاسم رح فرماتے تھے کہ تین
کتابیں بے مثل ہیں ایک کلام اللہ ایک بخاری شریف ایک مثنوی شریف
کہ ان کا کسی سے احاطہ نہیں ہو سکا بخاری شریف کے تراجم کی دلالت
کہیں خفی کہیں جلی سچ یہ ہے کہ اس کا کسی سے احاطہ نہ ہوا ایسے
قرآن شریف اور مثنوی شریف کا بھی

(۹۹) حکایت :- فرمایا کہ مولوی صدیق احمد صاحب گنگوہی سناتے تھے
کہ ایک شخص منشی تجمل حسین تھے وہ حضرت حاجی صاحب رح سے بیعت تھے
اور ان کے ایک بھائی نقشبندیہ طریقہ کے اچھے بزرگ اور خود شیخ تھے
یہ نقشبندی بزرگ اپنے بھائی تجمل حسین سے کہا کرتے تھے کہ میاں
تم نے چشتیہ کا تو مزہ لے ہی لیا اب ہم سے بھی کچھ حاصل کر لو
یہ کہدیتے تھے کہ جب ہمارے یہاں نہ ہوگا تو تم سے حاصل کر لیں گے
وہ کہا کرتے کہ میاں پچھتاؤ گے لیکن ان کا جی ہمیشہ یہ چاہتا تھا
کہ مجھے ان نقشبندیوں کے یہاں کے بھی کمالات حاصل ہو جائیں
نقشبندیوں کے یہاں قلب کا ذاکر ہونا ایک کمال ہے چشتیہ کے اندر
عبدیت غالب ہوتی ہے وہاں کوئی کمال کمال ہی نہیں ایک مرتبہ
انکی بیوی نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کہلا بھیجا
کہ یہ جابجا مارے پھرتے ہیں خاندان کو بدنام کریں گے انکی خبر لیجئے
جب یہ مولانا کے پاس پہونچے تو مولانا نے فرمایا کہ میاں تجمل حسین تم
مارے مارے کیوں پھرتے ہو انہوں نے کہا حضرت یوں جی چاہتا ہے
کہ قلب ذاکر ہو جاوے فرمایا قلب کا ذاکر ہونا بھی کوئی کمال ہے انہوں نے کہا
نہیں حضرت جی چاہتا ہے۔ مولانا نے فرمایا جاؤ مسجد میں جا کر بیٹھو
یہ تعمیل حکم کے لئے مسجد میں جا بیٹھے مولانا نے ... لوگ بھی سمجھے کہ ٹال دیا

وضو کے بعد کھڑاؤں پہنکر مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ عصر کا وقت آگیا
کہ حضرت نے عصر کے لئے وضو کیا اور کھڑاؤں پہنکر چلے بس جوں ہی
کھڑاؤں کی آواز ان کے کان میں پڑی قلب پر ایک چوٹ لگی
اور فوراً قلب جاری ہو گیا بس حضرت کے قدموں میں گر گئے
حضرت نے فرمایا کہ بھائی اس میں رکھا کیا ہے جب ان کے انتقال کا
وقت ہوا ہے تو یہ بیہوش تھے لوگ ان سے کلمہ کو کہتے مگر یہ کسی کو
جواب ہی نہیں دیتے تھے (ایسے وقت کلمہ کی تلقین خطاب سے مناسب نہیں
نہ معلوم بیہوشی میں زبان سے کیا نکل جاوے ہاں پاس بیٹھنے والے
کلمہ بلند آواز سے پڑھتے رہیں جس سے وہ خود پڑھنے لگے امر سے
پڑھنے کا تقاضا نہ کریں جامع) ان کے بھائی کو جو نقشبندی شیخ تھے
خبر ہوئی وہ ان کے پاس آئے اور طعن سے یہ کہا کہ اب وہ حاجی صاحب
کی نسبت کہاں گئی وہ سلسلہ کیا ہوا کلمہ بھی زبان سے نہیں نکلتا میں
کہتا تھا کہ کچھ حاصل کر لو نہیں تو پچھتاؤ گے اس طعن سے فوراً ان کی
آنکھ کھل گئی اور للکار کر کہا یالیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین
معلوم ہوتا ہے ان کو بشارت ہوئی ہوگی (کیونکہ مرنے کے وقت ملائکہ کے ذریعہ
صالحین کو بشارت دیجاتی ہے جامع) پھر کلمہ بلند آواز سے پڑھا اور جان دیدی
(اور یہ کچھ ایسے پڑھے ہوئے نہ تھے مگر ایسے وقت ایسی برمحل آیت کا پڑھنا
اللہ تعالے کو حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کی نسبت کی مقبولیت دکھلانا
منظور تھا جامع) مولوی صدیق صاحب بھی وہاں موجود تھے کہنے لگے
کہ بس اسی پر شیخ بنتے تھے اپنے مقام کی بھی خبر نہ ہوئی دیکھی حضرت حاجی
صاحبؒ کی نسبت اور سلسلہ۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ چشتیوں پر
فنا کی شان غالب ہوتی ہے اور نقشبندیوں میں بقا کی چشتیوں کو
اپنے مومن ہونے میں بھی شبہ ہوتا ہے بھلا جس کا یہ حال ہو وہ
بزرگی کا کیا خاک دعوے کریگا چشتیوں کا حاصل تو یہی ہے

افروختن و سوختن و جامہ دریدن — پروانہ زمن شمع زمن گل زمن آموخت

انکی طلب یہ ہی ہے کہ کچھ طلب ہی نہ ہو سہ فراق و وصل چہ باشد رضاے دوست طلب + کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے ۔ کسی نے گویا اس کا ترجمہ کیا ہے سہ نہ فراق اچھا ہے اے دل نہ وصال اچھا ہے یار جس حال میں رکھے وہ ہی حال اچھا ہے (جامع) یہ تو نہ دوائر قطع کرتے ہیں نہ کوئی لطیفہ جاری کرتے ہیں ان کے یہاں تو ساری عمر رونا ہی رونا ہے

سہ حافظ ز دیدہ دانۂ اشکے ہمیں فشاں ۔ باشد کہ مرغ وصل کند قصد دام ما (جامع)

(۱۰۰) حکایت ۔ فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب مثنوی پڑھاتے تو خوب زور شور سے تقریر فرماتے اور جب درس ختم ہو جاتا تو سر پکڑ کر بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ ارے بھائی کچھ نہ سمجھا لو سرد باد و لیس یہ حالت تھی

ہر چند پیر و خستہ و بس ناتواں شدم ۔ ہر گہ نظر بسوئے تو کردم جواں شدم
خود قوی تر می شود خمر کہن ۔ خاصہ آں خمرے کہ باشد من لدن

بڑھاپے میں قوت روحانی بڑھ جاتی ہے جو کیفیت کہ بڑھاپے میں بھی باقی رہے تو وہ روحانی ہے اور جو بڑھاپے میں زائل ہو جاوے تو سمجھو نفسانی تھی گو محمود ہی ہو پہلے ذوقاً معلوم ہوتا تھا اب بحمد اللہ تحقیقاً سمجھ میں آگیا

(۱۰۱) حکایت ۔ فرمایا کہ مولانا فضل الرحمن صاحب مجذوب صاحب حال تھے ایک شخص ان کے پاس دعا کو حاضر ہوا ابھی آپ دعا کرنے نہ پائے تھے کہ فریق مخالف بھی دعا کے لئے حاضر ہوا اور ظاہر ہو گیا کہ یہ فریق ہے اب انکار کس نے کریں یہ کیسے معلوم ہو کون حق پر ہے بس فوراً ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ (اے اللہ جس کا حق ہو اسے دلوا دے) اب یہ کس کا منہ تھا کہ غیر حق کے واسطے دعا کو کہے ان حضرات کے اندر عقل کامل بھی ہوتی ہے یہ لوگ بھی بعنوان عقلاء حالانکہ مجذوب تھے مگر بات کیسی حکمت کی کہی

(۱۰۲) حکایت - فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمہ نے صرف کافیہ تک پڑھا تھا اور ہم نے اتنا پڑھا ہے کہ ایک اور کافیہ لکھدیں مگر حضرت کے علوم ایسے تھے کہ آپ کے سامنے علماء کی کوئی حقیقت نہ تھی ہاں اصطلاحات تو ضرور نہیں بولتے تھے

(۱۰۳) حکایت - فرمایا کہ جس وقت دیوبند کے مدرسہ میں شورش ہوئی ہے تو اس زمانہ میں مولوی اصغر حسین صاحب نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ موٹر میں سوار آرہے ہیں اور انہوں نے میرے پاس آکر موٹر ٹھیرایا اور وہ بزرگ مشابہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ ان سے (یعنی مولانا حبیب الرحمن صاحب رح مہتمم مدرسہ دارالعلوم دیوبند سے) کہدینا گھبرائیں نہیں سب خیریت رہیگی

(۱۰۴) حکایت - فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی بیمار تھیں آپ ان کی تیمارداری میں تھے جس طبیب کے یہاں آپ تشریف لیجاتے تھے وہ بہت نخرہ کرتا تھا مولانا کو غصہ آگیا اور طب کی کتابوں کا مطالعہ شروع کردیا اور اچھے طبیب ہوئے جب مولوی مسعود احمد صاحب طب پڑھکر تشریف لائے ہیں تب آپ نے اس کام کو چھوڑدیا کہ بھائی اب مسعود آگئے ان سے رجوع کرو

(۱۰۵) حکایت - فرمایا کہ ایک ڈپٹی صاحب مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے مولانا معمولی گفتگو کرکے درس میں مشغول ہوگئے ان کو اس پر رنج ہوا اور دوسروں سے شکایت کی کہ بڑے بد اخلاق ہیں (اس پر ہمارے حضرت نے تبسم سے فرمایا کہ الحمدللہ مولانا کی یہ سنت مجھکو بھی نصیب ہے اور میں بھی اسی طرح بدنام ہوں سنا ہے کہ سال کے ختم یا شروع پر گورنمنٹ کیطرف سے کچھ خطابات تقسیم ہوتے ہیں تو مولانا کے لئے بھی شمس العلماء کا خطاب تجویز ہوا تھا اس میں

ان ڈپٹی صاحب سے بھی پوچھا گیا چونکہ یہ حاکم پرگنہ تھے تو انہوں نے
مخالفت کی کہ مناسب نہیں ہے اس پر ڈپٹی صاحب نے خوش ہو کر
مولانا کے آدمیوں سے فرمایا کہ ہم سے مولانا اچھی طرح نہ ملے ہم نے
بھی خطاب نہ ملنے دیا مولانا نے سنا تو فرمایا کہ بھائی میں تو ان کا بڑا ممنون
ہوں کہ مجھے اس بلا سے نجات دی ہیں تو دعا کرتا ہوں ہمارے حضرت نے
فرمایا کہ جب سنا ہوگا تو بڑا کھٹکا ہوگا کہ یہ کام کیا تو تمہارے رنج کے لئے مگر
ہو گئی خوشی جیسے سلیمان دارانی رح نے فرمایا ہے کہ اگر شیطان وسوسہ
ڈالے تو خوش ہو کیونکہ شیطان دشمن ہے جب تم وسوسہ سے خوش ہو گے
اور وہ تمہاری خوشی چاہتا نہیں تو وسوسہ ڈالنا چھوڑ دیگا

(۱۰۶) حکایت = فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر
آجکل کے نوجوان مولوی اعتراض کرتے ہیں اور حضرت مولانا گنگوہی
رحمۃ اللہ علیہ حالانکہ امام وقت تھے مگر کبھی آپ کی زبان سے اعتراض
نہیں نکلا اور اعتراض تو کیسا مولانا تو بالکل عاشق فانی تھے
ایک دفعہ مولانا گنگوہی رح مولوی صادق الیقین صاحب سے فرماتے تھے
کہ فلاں صاحب نے کیسی بری بات کی کہ حضرت تو بدعتوں میں
مبتلا ہیں ہماری نسبت تو قطع ہو گئی دیکھو کیسی رنج کی بات ہے
بھلا ان باتوں سے نسبت قطع ہوتی ہے بھلا حضرت حاجی صاحب بدعتی ہیں

(۱۰۷) حکایت = فرمایا کہ جب مولوی صادق الیقین حضرت حاجی
صاحب رح کی خدمت میں جانے لگے تو مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے وصیت
فرمائی دیکھئے ان بزرگوں کو نور باطن تو ہوتا ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے نور ظاہری بھی
اسقدر عطا فرمایا ہے کہ جس کی انتہا نہیں اے میاں مولوی صادق الیقین
جیسے جا رہے ہو ویسے ہی چلے آئیو اپنے اندر کوئی تغیر پیدا نہ کیجیو ہمارے
حضرت نے فرمایا کہ اس سے حضرت مولانا کا یہ مطلب تھا کہ وہاں جا کر حاجی صاحب
کے افعال میرے خلاف دیکھو گے اگر مجھ سے عقیدت رہی تو حاجی صاحب رح کو
چھوڑ دو گے اور اگر حاجی صاحب رح سے عقیدت رہی تو مجھے چھوڑ دو گے

چنانچہ اونہوں نے مسلک مولانا کا رکہا اور حضرت حاجی صاحب کے یہی تار ہی
مجہہ سے مولوی صادق الیقین کہتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب کے
یہاں اور مولانا کے یہاں تو زمین و آسمان کا فرق ہے کوئی تطبیق
ہو ہی نہیں سکتی میں نے عرض کیا کہ فاتحہ خلف الامام ایک حرام
کہتے ہیں ایک فرض کہتے ہیں ایسے میں بہی تو کوئی تطبیق نہیں ہو سکتی
پہر ہم دونوں کو حق پر مانتے ہیں اور تقلید کرتے ہیں
ایسے ہی یہاں سمجہو

(۱۰۸) حکایت - فرمایا کہ مولوی صادق الیقین صاحب کے والد
اچہے بزرگ تہے اور ہر روز ایک قرآن شریف ختم کرتے تہے اور
جو تاریخ کسی بزرگ کی وفات کی ہو تو اوس روز دو قرآن شریف
ختم فرماتے ایک اُن بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے
اور ایک اپنے معمولی کا مگر مولود کے بڑے معتقد تہے
اور اس میں مولوی صاحب سے کشمکش رہتی میں نے اسی بارے میں
اونکو ایک مکتوب محبوب القلوب لکہا تہا جس سے آپسمیں اتفاق ہوگیا تہا
وہ مکتوب چہپ ہی گیا ہے - مگر مجہے یہ یقین نہ تہا کہ اس مکتوب کو
مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ پسند فرمائیں گے کیونکہ اوسمیں کسیقدر
توسع ہے مگر اتفاق سے جب میں گنگوہ حاضر ہوا تو قصائیوں کے یہاں
مولانا کی دعوت تہی میں بہی شریک تہا ایک شخص نے وہاں
مولانا سے دریافت کیا کہ مولوی صادق الیقین اور ان کے والد کے معاملات
کی کیا حالت ہے مولانا نے فرمایا کہ اب ان میں اتفاق ہے اور یہ سب
الحمد حضرت مرشدی مدظلہم کی برکت ہے

ہمارے حضرت نے فرمایا کہ مولود کی ممانعت یہ مولانا کی شان انتظامی تہی
اور تعلیمی شان یہ ہے کہ جائز ہے بشرط عدم منکرات اور ناجائز ہے
بشرط منکرات چونکہ لوگ حدود کے اندر نہیں رہتے اس لئے
منتظمین مطلقاً منع کرتے ہیں

(۱۰۹) حکایت ۔ فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اندر اسقدر حسن ظن تہا کہ اتنا کسی کے اندر نہیں دیکھا جن لوگوں کو ہم کافر سمجھتے تھے حضرت ان کو صاحب باطن فرماتے حاجی کو فرمانے تھے کہ صاحب باطن ہے مگر غلطی ہوگئی قادیانی کی بابت فرماتے تھے کچھ غلطی ہوگئی ہے۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ جس قدر نظر وسیع ہوتی جاتی ہے اسی قدر اعتراض کم ہوتا جاتا ہے ۔عبدالوہاب شعرانی نے زمخشری کی بابت لکہا ہے کہ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ اللہ تعالےٰ زمخشری کو عذاب کریں گے اور یہ جو اس کا خلق افعال کا عقیدہ ہے اس کا منشا صرف تنزیہ باری تعالےٰ ہے گو غلطی ہوگئی

(۱۱۰) حکایت ۔ فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے قطب الدین ایک صاحبزادہ تھے اون کی شادی لکھنوتی ہوئی تہی اور ولیمہ انوتہ میں ہوا تھا ۔ مولانا نے بڑی خوشی میں ولیمہ کیا تہا اور اس میں پلاؤ زردہ بہت اچھا پکوایا تہا کھانے میں ذرا دیر ہوگئی تہی جمعہ کا دن تہا گاؤں والے بہی جمعہ میں آئے تھے تو مولانا نے فرمایا کہ پہلے ان گاؤں کے آدمیوں کو کھلا دو کیونکہ اون کو دور جانا ہے گھر کے آدمی پہر کہا لینگے جب ان کو کھانے بٹھایا تو چاروں طرف سے زردہ کی مانگ ہونے لگی مولانا پریشان ہوئے کیونکہ زردہ بہ نسبت پلاؤ کے تہوڑا پکا تہا مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو بہی اس کی خبر ہوئی تو مولانا خود تشریف لائے اور مجمع میں آکر فرمانے لگے کہ یہ پلاؤ بہی کہانے ہی کے واسطے پکا ہے اور زردہ اندازہ سے پکا ہے اور کہلانے والوں کو حکم دیا کہ اب پلاؤ دو زردہ مت دو سب دم بخود ہوگئے پہر کسی تلے نہ مانگا اور کام حسن وخوبی کے ساتھہ انجام کو پہونچگیا ہمارے حضرت نے فرمایا کہ مولانا

کے اندر شان انتظام بڑی تھی کسی کے کہنے کی پرواہ نہ کرتے تھے اسی وجہ سے اکثر لوگ متشدد کہتے تھے ہنسکر فرمایا اور الحمد للہ اب یہ میراث مجھے ملی ہے

(۱۱۱) حکایت :- فرمایا کہ میرٹھ مطبع مجتبائی میں ایک مقام پر مولانا محمد یعقوب اور مولانا محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہما ایک جگہ ہی ٹھیرے ہوئے تھے مگر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ تو نیچے کے درجہ میں تھے اور مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ اوپر کے درجہ میں تھے کہ ایک رنڈی اپنی چھوکری کو جو سیانی تھی اپنے ہمراہ لائی اور مولانا محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ سے (چونکہ مولانا محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ بہت مشہور تھے اور مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ اسقدر مشہور نہ تھے) کسی نے ان ہی کا پتہ دیدیا عرض کیا کہ یہ میری چھوکری ہے اور مدت سے بیمار چلی جارہی ہے میری اوقات بسر اسی پر ہے آپ اسے تعویذ یا دعا کر دیجئے (مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ نے یوں چاہا کہ نہ تو میری وضع میں فرق آوے نہ اس کی دلشکنی ہو) اس سے فرمایا کہ اوپر ایک بزرگ ہیں۔ تم ان کے پاس لیجاؤ یہ اوپر پہونچی مولانا محمد یعقوب رحمہ نے پوچھا کیا ہے اس نے عرض کیا کہ میری یہ لڑکی ہے اس کو مرض ہے اور میری اسی پر کمائی ہے آپ دعا یا تعویذ کر دیجئے مولانا محمد یعقوبؒ نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ دیا اور اسے رخصت کر کے نیچے تشریف لائے اور پوچھا کہ اسے کس نے بھیجا ہے مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ خاموش ہو گئے تو فرمانے لگے کہ بڑے متقی لکلے اپنے تقوے کی اسقدر حفاظت اور میرے پاس خلوت میں بازاری عورت کو بھیجدیا اپنے نفس پر کس کو اعتماد ہے خدا کے فضل سے اس کی چھوکری کو آرام ہوگیا تو وہ مٹھائی لائی اور سیدھی اوپر مولانا کے پاس پہونچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضرت آپکی دعا سے میری لڑکی کو صحت ہو گئی یہ مٹھائی

شکریہ میں لائی ہوں ۔ مولانا نے فرمایا رکھدو چنانچہ وہ رکھکر
چلی گئی مولانا نیچے تشریف لائے اور فرمایا کہ حرام کمائی کی ہے
اس کا کھانا حرام ہے ۔ مساکین کا حق ہے اغنیا کا حق نہیں ہے جس کا
دل چاہے لے لے ۔ (ہمارے حضرت نے فرمایا دیکھئے شریعت طریقت سب
جمع کردی

(۲۱۲) حکایت : فرمایا کہ میں نے دیوبند کے ایک انگریزی خواں سے
سنا ہے کہ ایک شخص کا مقدمہ ڈپٹی ظہیر عالم کے یہاں تھا یہ سہارنپور
میں ڈپٹی تھے وہ شخص حضرت حاجی محمد عابد رح کے پاس آیا کہ حاجی
جی مجھے ایک تعویذ دیدو میرا مقدمہ ڈپٹی ظہیر عالم کے یہاں ہے
حاجی صاحب نے اسکو تعویذ دیا کہ اس کو پگڑی میں رکھ لینا
جب یہ عدالت میں اجلاس پر پہونچا ڈپٹی صاحب نے کچھ سوال کیا
تو اس نے کہا کہ ٹھیر جا میں دیوبند والے حاجی کا تعویذ لایا ہوں
وہ لے آؤں پھر پوچھنا ڈپٹی صاحب اس پر ہنسے کیونکہ وہ عملیات
کے معتقد ہی نہ تھے جب وہ تعویذ لے آیا تو ڈپٹی صاحب نے کہا
کہ اب پوچھ کیا پوچھے ہے اور یہ دیکھ حاجی صاحب کا تعویذ رکھا ہے
(پگڑی دکھلا دی) ڈپٹی صاحب نے وہ مقدمہ قصداً بگاڑا لیکن
جب فیصلہ لکھکر پڑھنے بیٹھے ہیں تو وہ موافق تھا پھر وہ ڈپٹی صاحب
حضرت حاجی کی خدمت میں معذرت کو حاضر ہوئے ہمارے حضرت نے
فرمایا کہ عمل کا یہ اثر ہوتا ہے بعض اوقات جب معمول پر اس کا
اثر ہوتا ہے تو دماغ صحیح نہیں رہتا پھر جب دماغ صحیح نہیں رہتا
تو کام بھی ایسے ہی ہوتے ہیں

(۲۱۳) حکایت : فرمایا کہ میرے ایک عزیز دیوبند کے رہنے والے
کہتے تھے کہ میری بیوی جب شروع شروع میں دلہن ہونے کے
زمانہ میں اپنے میکہ آئیں تو انہوں نے اپنا دوپٹہ الگنی پر ڈالدیا
اسے کوئی لیگئی ہو تمہیں لوجہ عقیدت کے اس زمانہ میں ایسی بے فکر نہیں

تو لیں کہ کچھ ڈر نہیں ہے۔ حاجی محمد عابد صاحب رح سے کہلا بھیجو
یہیں آجائیگا چنانچہ حاجی صاحب کے پاس کہلا بھیجا اونہوں
نے ایک تعویذ دیکر فرمایا کہ وہ الگنی ہی پر آجاویگا چنانچہ
دوپٹہ وہیں آگیا۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ ایسا سنا ہے
کوئی جن وغیرہ تابع تھے

(۱۴) حکایت۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ بنو پہلوان نے جو
دیوبند کا رہنے والا تھا باہر کے کسی پہلوان کو پچھاڑ دیا
تو مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ کو بڑی خوشی ہوئی اور فرمایا
ہم بھی بنو کو اور اس کے کرتب کو دیکھیں گے حافظ انوار الحق کی
بیٹھک میں اسے بلایا۔ اور سب کرتب دیکھے مولانا بچوں سے ہنستے بولتے
بھی تھے اور جلال الدین صاحبزادہ مولانا محمد یعقوب رح سے جو اس
وقت بالکل بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے کبھی ٹوپی اوتار لیتے
کبھی کمربند کھولدیتے تھے

(۱۵) حکایت۔ فرمایا کہ جب حاجی صاحب رح یہاں (یعنی خانقاہ امدادیہ
اشرفیہ میں) تشریف رکھتے تھے تو ایک چھابی میں کچھ چنے کچھ کشمش سی
ملی ہوئی رکھتے تھے صبح کے وقت مولانا شیخ محمد رح اور حافظ محمد ضامن صاحب رح
اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہم ساتھ ملکر کھایا کرتے تھے اور آپس
میں خوب چھینا جھپٹی ہوا کرتی تھی بھاگے بھاگے پھرتے تھے
اس وقت مشائخ اس مسجد کو دوکان معرفت کہتے تھے اور ان
تینوں حضرات کو اقطاب ثلثہ حضرت حاجی صاحب دہلی کے شہزادوں
میں علماء میں بزرگ مشہور تھے مگر بھائیوں سے چھینا جھپٹی
کرتے تھے

(۱۶) حکایت۔ فرمایا کہ جب کوئی حافظ محمد ضامن رحمۃ اللہ کے
پاس آتا تو فرماتے کہ دیکھو بھائی اگر تجھے کوئی مسئلہ پوچھنا ہے
تو وہ (مولانا شیخ محمد کی طرف اشارہ کرکے) بیٹھے ہیں مولوی صاحب

ان سے پوچھ لے اور اگر تجھے مرید ہونا ہے تو وہ (حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کرکے) بیٹھے ہیں حاجی صاحب رح ان سے مرید ہو جا اور اگر حقہ پینا ہے تو یاروں کے پاس بیٹھ

(۱۷) حکایت :۔ فرمایا کہ حضرت حافظ ضامن رحمۃ اللہ علیہ سے اگر کوئی آکر کہتا کہ حضرت میں نے اپنے لڑکے کو حفظ شروع کرا دیا ہے دعا فرما دیجئے تو فرماتے ارے بھائی کیوں خنم روگ لگایا یہ تنبیہ تھی اس پر کہ عمر بھر اوس کی حفاظت واجب ہوگی اگر اس کی امید نہ ہو تو ناظرہ ہی پڑھا دو اور حفظ سے روکنا نہیں ہے مگر پیرایہ ظرافت کا ہے باعتبار مذاق مخاطب کے کہ کہیں اخیر میں اسکو مصیبت نہ سمجھنے لگو

(۱۸) حکایت :۔ فرمایا کہ ایک صاحب کشف حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے لگے بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں۔ جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ فاتحہ کسی مردہ پر پڑھیو یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو یہ کیا بات ہے جب لوگوں نے بتلایا کہ یہ شہید ہیں

(۱۹) حکایت :۔ فرمایا کہ ہمارے حضرات خلوت عرفیہ پسند نہیں کرتے تھے اس سے شہرت ہوتی ہے۔ مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ نے بھی کبھی گوشہ نشینی اختیار نہیں کی البتہ مولانا رائیپوری رحمۃ اللہ پر بہ نسبت دوسرے حضرات کے قدرے اس کا غلبہ تھا (اور یہ اثر ان کے پہلے پیر کا تھا) باقی بقدر ضرورت خلوت یہ سب حضرات کا معمول تھا چنانچہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھوڑی سی دیر حجرہ بند کرکے اس میں بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میرا جی یوں چاہتا ہے کہ سب سے علحدہ ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں۔ مولانا نے تحریر فرمایا کہ ہمارے بزرگوں نے ایسا کیا نہیں اس سے شہرت ہوتی ہے

(۱۲۰) حکایت :۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ پر طالب علمی کے زمانہ میں خوف کا غلبہ

غلبہ ہوا - میں حضرت مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت کوئی ایسی بات بتلا دیجئے جس سے اطمینان ہو جائے فرمایا ہائیں کفر کی درخواست کرتے ہو کیونکہ بالکل مامون ہو جانا کفر ہے

(۱۲۱) حکایت - فرمایا کہ جھنجانہ میں ایک صاحب کشف آئے اور حضرت میانجیو رح کے مزار پر حاضر ہوئے اسکے بعد انہوں نے کہا کہ افسوس کس ظالم نے انکو امام سید محمود رح کے پاس دفن کر دیا یہ یہاں ادب کی وجہ سے اپنے انوار رو کے ہوئے ہیں اگر کسی ویرانہ میں ہوتے تو دنیا ان کے انوار سے جگمگا جاتی اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کی ہڈیاں نکال کر دوسری جگہ دفن کرتا پھر ان کے انوار و برکات کا مشاہدہ ہوتا

(۱۲۲) حکایت - فرمایا کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی شخص نے دریدہ عبا بھیجا آپ نہ ہنسے نہ تحقیر کی بلکہ اسکو رفو کرا کر نماز جمعہ اسی سے پڑھی ایسے ہی مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص نے ایک ٹوپی چھینٹ کی جس پر شالباف کی گوٹ اور گوٹہ لگا ہوا تھا بھیجی آپ نے اس لانے والے کے سامنے فوراً اوڑھ لی کہ مہدی سنکر خوش ہوگا

(۱۲۳) حکایت - فرمایا کہ حافظ محمد ضامن رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت میانجیو رح کے ہمراہ انکا جوتہ بغل میں لیکر اور توبڑہ گردن میں ڈالکر جھنجانہ جاتے تھے اور ان کے صاحبزادہ کی سسرال بھی وہیں تھی لوگوں نے عرض کیا کہ اس حالت سے جانا مناسب نہیں وہ لوگ حقیر سمجھکر کہیں رشتہ نہ توڑ دیں حافظ صاحب رح نے رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رشتہ ایسی تیسی میں جائے میں اپنی سعادت کو نہ چھوڑونگا

(۱۲۴) حکایت - فرمایا کہ مولانا اسماعیل شہید رح بچپن میں

بہت شوخ اور تیز طبیعت تھے شاہ عبدالعزیز رح ہر چند چاہتے تھے
کہ یہ وعظ میں آیا کریں مگر یہ بھاگتے تھے ایک روز لڑکوں کے
ساتھ کھیلتے ہوئے آئے۔ شاہ صاحب اس وقت بیت الخلا میں تھے
ان کو خبر نہ تھی انہوں نے لڑکوں سے کہا کہ میں وعظ کہتا ہوں
سنو اور درخت کی سب سے اونچی ٹھنی پر چڑھ گئے اور شاہ
صاحب کے وعظ کی بعینہ نقل کر دی بلکہ اور اپنی طرف سے
نفیس افادات زیادہ کر دیے شاہ صاحب جب اندر سے
نکلے تو سب کود کود کر بھاگ گئے شاہ صاحب نے فرمایا
کہ اب تم کو وعظ میں آنیکی ضرورت نہیں ہے

(۱۲۵) حکایت۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ شاہ عبدالعزیز رح کا
وعظ ہو رہا تھا کہ مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ آئے اور سب کی
جوتیاں لیکر سقایہ میں ڈالدیں بعد وعظ لوگوں کو تلاش ہوئی
شاہ صاحب کو اطلاع کی شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ اسماعیل
کی شرارت ہو گی کہیں سقایہ میں نہ ڈالدی ہوں لوگوں نے سقایہ کو
جاکر دیکھا تو اوس میں اوبل رہی تھیں بچپن تھا اور بوجہ محبت کسیکو
ناگواری بھی نہ تھی

(۱۲۶) حکایت۔ فرمایا کہ ایک نوجوان حضرت ضامن صاحب رح کی
خدمت میں آنے لگا تھا حضرت کی برکت سے اوسکی کچھ حالت
بدلنے لگی اس کے باپ نے حافظ صاحب سے شکایت کی کہ جب سے
لڑکا آپ کے پاس آنے لگا بگڑ گیا حافظ صاحب نے جوش میں
فرمایا کہ ہمکو تو بگاڑنا ہی آتا ہے ہمیں بھی تو کسی نے بگاڑا ہی ہے
ہم کسی کو بلانے تھوڑا ہی ہیں جس کو سنورنا ہو تو وہ ہمارے پاس
نہ آوے ہمیں تو بگاڑنا ہی آتا ہے

(۱۲۷) حکایت فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے
کہ بھائی ہم لوگ عاشق انسانی ہیں عاشق ذات وصفات نہیں

جب تک احسان رہے محبت ہے اور جہاں ذرا توقف ہوا بس شکایت ہونی لگی
اسی پر یہ تفریع فرمائی کہ اگر کسی کے پاس کچھ روپیہ پیسہ حلال کا ہو
اوسکو احتیاط سے صرف کرے تاکہ ناداری سے پریشانی نہ ہو اسی طرح
جسکے پاس حج کے لئے کافی خرچ نہ ہو اور سفر کے مشاق پر صبر نہ کر سکے
اوسکو حج کے لیے سفر کرنا مناسب نہیں

(۱۲۸) حکایت - فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مولانا محمد یعقوب
سے عرض کیا کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ قیامت کے دن جب جنت
نہ بھرنے کی شکایت کریگی اللہ تعالے ایک مخلوق پیدا کریگا اور ایسے
بلا عمل جنت میں داخل کریگا تو یہ لوگ تو بڑے مزے میں ہوں گے
فرمایا انہیں کیا خاک مزہ ہوگا وہ راحت کا لطف کیا اٹھائیں گے جو
راحت بعد تکلیف کے حاصل ہو اس میں لذت ہوتی ہے۔ جنت میں
آرام وچین سکو ہوگا جو مختلف شدائد و آلام مصائب و نوائب
جھیلے ہوئے ہیں

ع اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست ۔ حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

(۱۲۹) حکایت - فرمایا کہ نائب تحصیلدار جنکا دورہ تھانہ بھون
وجلال آباد کا تہا وہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب کے پاس ملنے آئے
مولانا اسوقت موجود نہ تھے سفر میں تھے وہ ایک پرچہ ایک طالب علم
کو یہ شعر لکھکر پیش کرنے کے لئے دے گئے

ع چہ غریب مستمندے بدرت رسیدہ باشد + چہ قدر طپیدہ باشد چو ترا نہ دیدہ باشد

مولانا جب سفر سے واپس آئے تو اس طالب علم نے وہ پرچہ پیش کیا
ظالم نے موقعہ بھی تو نہ دیکھا بس مولانا دیکھتے ہی سیدھے جلال آباد پہونچے
وہاں دیکھا تو وہ صاحب اپنے ہم عمروں میں ہنسی مذاق میں مشغول
ہیں مولانا دیر تک باہر کھڑے رہے پھر کسی کے ذریعہ اطلاع کرائی
سنتے ہی سب سہم گئے اور حضرت کو اندر لے گئے فرمایا تمہارا پیام
دیکھکر ملنے آگیا وہ بڑے شرمندہ ہوئے پھر تھوڑی دیر ٹھہکر

حضرت سے اجازت چاہی لوگوں نے اصرار کیا فرمایا کہ سفر سے سیدھا
چلا آرہا ہوں گھر جانے کی ضرورت ہے - حضرت مولانا بہت متواضع
بے نفس تھے پرچہ دیکھکر یہ خیال ہوا کہ بیچارے کو بڑی تکلیف ہوئی
ہو گی بڑی حسرت رہیگی حالانکہ وہ محض ایک شاعری تھی

(۱۳۰) حکایت :- فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا فتح محمد صاحب ہماری
مسجد کو تشریف لا رہے تھے مسجد کے سامنے بارش کا پانی بہت بھرا
ہوا تھا اب پانی کے کنارے کھڑے سوچ رہے تھے کہ کیسے اتروں
قاری عبد اللطیف صاحب پانی پتی جو اس وقت یہاں مدرس تھے وہاں
موجود تھے انہوں نے جھٹ گود میں بھر کر پار لا کھڑا کیا مولانا بہت ہی
متقی آدمی تھے

(۱۳۱) حکایت :- فرمایا کہ ایک مشہور شعر ہے
؎ اہل دنیا کافران مطلق اند - روز و شب در زق زق و در بق بق اند
ہمارے مولانا محمد یعقوب رح اس شعر کی شرح یوں فرماتے تھے کہ اس کا
یہ مطلب نہیں کہ مولانا نے اہل دنیا کو کافر کہا ہے بلکہ کافران مطلق کو اہل دنیا
کہا ہے یعنی پورے اہل دنیا وہی ہیں جو کافر ہیں حاصل یہ کہ اہل دنیا
مبتدا اور کافران مطلق خبر نہیں بلکہ اس کا عکس ہے

(۱۳۲) حکایت :- فرمایا کہ حافظ محمد ضامن رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر
حضرت میانجیو رح نے بیعت سے اول انکار کردیا تھا مگر یہ برابر خدمت
میں حاضر ہوتے رہتے اصرار مطلق نہیں کیا جب تقریباً دو تین مہینے
آتے جاتے گذر گئے تو ایک دن حضرت میانجیو رح نے حافظ صاحب
سے پوچھا کہ کیا اب بھی وہ ہی خیال ہے حافظ صاحب نے عرض کیا
کہ میں تو اسی خیال سے حاضر ہوتا ہوں مگر خلاف ادب ہونے کے سبب
اصرار نہیں کرتا اس پر حضرت نے خوش ہو کر فرمایا کہ اچھا وضو
کر کے دو رکعت نفل پڑھ آؤ پھر حضرت نے سلسلہ میں داخل فرما لیا

(۱۳۳) حکایت: فرمایا کہ سیوہارہ میں ایک جماعت نے جس میں مسئلہ مولد میں نزاع ہو رہا تھا مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ سے کہ اس وقت وہاں تشریف رکھتے تھے مولود کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ بھائی نہ تو اتنا برا ہے جتنا لوگ سمجھتے ہیں اور نہ اتنا اچھا ہے جتنا لوگ سمجھتے ہیں یہ حکایت مولوی محمد یحییٰ سیوہاروی سے سنی ہے

(۱۳۴) حکایت: فرمایا کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ سے حضرت حاجی صاحب رح نے فرمایا کہ فلاں جگہ مولود شریف ہے تم چلتے ہو مولانا نے صاف انکار کر دیا کہ نہیں حضرت میں تو نہیں جا سکتا ہیں تو ہندوستان میں اسکو منع کرتا ہوں حضرت نے فرمایا (جزاک اللہ) بس اتنا تمہارے جانے سے خوش نہ ہوتا جتنا نہ جانے سے خوش ہوا

(۱۳۵) حکایت فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ حضرت حافظ محمد ضامن رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف فرما رہے تھے بعد میں فرمایا مگر جو بات اس شخص میں (یعنی حضرت حاجی صاحب قدس سرہ) تھی وہ کسی میں نہ تھی حالانکہ گفتگو سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت حافظ رح کو ترجیح دے رہے ہیں یہ مقولہ خود حضرت مولانا گنگوہی سے سنا ہے

(۱۳۶). حکایت - فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات تمام تمام رات اس ایک شعر کو پڑھ پڑھکر روتے روتے گذار دیتے تھے اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن - گر بدم ہم سر من پیدا مکن
یہ حافظ عبد القادر سے سنا ہے

(۱۳۷) حکایت - فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب سے عرض کیا کہ مجھے رونا نہیں آتا حالانکہ اور ذاکرین پر کثرت سے گریہ طاری ہوتا ہے حضرت نے فرمایا ہاں جی غیر اختیاری بات نہیں کبھی آتے ہی لگتا ہے پھر تو یہ حال ہوا

کہ جب مولانا ذکر کرنے بیٹھتے تاب نہ ہوتی پسلیاں ٹوٹنے لگتیں
پھر حضرت سے عرض کیا کہ حضرت پسلیاں ٹوٹی جاتی ہیں
حضرت نے فرمایا کہ ہاں یہ بھی ایک عارضی حالت ہے جاتی ہی
رہتی ہے بس پھر گریہ یکدم موقوف ہوگیا پھر حضرت سے شکایت کی
حضرت نے فرمایا کہ پسلیاں ٹوٹ جاتیں تو پہلی روکر کیا کروگے

(۱۳۸) حکایت - فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ فرماتے
تھے کہ اگر ایک لطیفہ بھی منور ہو جائے تو اس کے ذریعہ سے
سب منور ہو جاتے ہیں حضرت کے یہاں زیادہ اہتمام قلب کا تھا
جیسا کہ حدیث میں ہے ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد
کلہ الا وھی القلب ؎

(۱۳۹) حکایت فرمایا کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے تین
چار ہی باتیں سلوک کے متعلق پوچھی ہیں بفضلہ تعالے زیادہ کی حاجت
نہیں ہوئی اوسی کی برکت سے بہت کچھ حل ہوگئیں

(۱۴۰) حکایت - فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب
دیوبندی رح مراداباد کے جلسہ میں تشریف لے گئے لوگوں نے
وعظ کے لئے اصرار کیا مولانا نے عذر فرمایا کہ مجھے عادت نہیں ہے مگر لوگوں نے
نہ مانا آخر مولانا کھڑے ہوئے اور حدیث فقیہ واحد اشد علی
الشیطان من الف عابد) پڑھی اور اس کا ترجمہ کیا کہ ایک عالم
شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے ۔ یہاں ایک مشہور عالم تھے
وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ ترجمہ غلط ہے اور جس کو ترجمہ بھی صحیح کرنا نہ آتا ہو
تو اسکو وعظ کہنا جائز نہیں بس مولانا فوراً ہی بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں تو
پہلے ہی کہتا تھا کہ مجھے وعظ کی لیاقت نہیں ہے مگر ان لوگوں نے
نہیں مانا خیر اب میرے پاس عذر کی دلیل بھی ہوگئی یعنی آپکی شہادت
پھر حضرت مولانا نے اون بزرگ سے بطرز استفادہ پوچھا کہ غلطی کیا ہی
تاکہ آئندہ بچوں اونہوں نے فرمایا کہ اشد کا ترجمہ اثقل کا نہیں آتا

بلکہ اضر کا آتا ہے مولانا نے فی الفور فرمایا کہ حدیث وحی میں ہے یعنی مثل صلصلۃ الجرس وہو اشدہ علی کیا یہاں بھی اضر کے معنے ہیں وہ دم بخود رہ گئے

(۱۴۱) حکایت - فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا دیوبندی رحمہ اللہ کو میں نے جلسہ دستاربندی مدرسہ جامع العلوم کانپور بلوایا آپ تشریف لے گئے میں نے وعظ کے واسطے عرض کیا فرمایا کہ میرے بیان سے لوگ خوش نہ ہوں گے اور اس سے میرا تو کچھ نہ جائیگا تمہاری ہی اہانت ہوگی کہ ان کے استاد ایسے ہیں - میں نے عرض کیا کہ حضرت اس سے تو ہمارا فخر ہوگا کہ ان کے استاد ایسے ہیں --- فرمایا ہاں اسطرح فخر ہوگا کہ لوگ کہیں گے یہ (حضرت مرشدی مدظلہم) استاد سے بھی بڑھ گئے غرضکہ بڑی دقت کے بعد منظور فرمایا مولانا کا علم اور علما کا مجمع خوب طبیعت کھلی ہوئی تھی مضامین عالیہ ہو رہے تھے کہ اتنے میں مولوی لطیف اللہ صاحب علیگڈھی تشریف لے آئے اون کو دیکھتے ہی مولانا یکدم بیٹھ گئے مولوی فخر الحسن صاحب نے دوسرے وقت عرض کیا کہ وعظ کیوں بند کر دیا تھا فرمایا کہ اسوقت مجھکو خیال ہوا کہ اب وقت ہے مضامین کا یہ بھی دیکھیں گے کہ علم کیا چیز ہے تو اس طرح سے وعظ میں خلوص نہ رہا اس لئے قطع کر دیا

(۱۴۲) حکایت - فرمایا کہ مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوری کا قلب بڑا نورانی تھا میں ان کے پاس بیٹھنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں میرے عیوب منکشف نہ ہو جائیں (جامع کہتا ہے اللہ اکبر کیا ٹھکانا اس تواضع اور انکسار کا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ع نیک لوگوں کا تو ایسا حال ہے اور تیرا یہ خبیث اب قال ہے

بیرا نی کوئی دنیا میں نہیں عالم و زاہد و لی ہاک دیں)

(۱۴۳) حکایت - فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ اسقدر ذکی الحس تھے کہ ایک مرتبہ جب آپ مسجد میں عشاء کی نماز کو تشریف لائے

تو فرمایا کہ آج کسی نے مسجد میں دیا سلائی جلائی ہے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک صاحب نے مغرب کے بعد جلائی تھی جسکا اثر مولانا کو عشاء کے وقت محسوس ہوا اور آپ کے یہاں عشاء کی نماز قریب ثلث شب کے وقت ہوتی تھی

(۱۴۴) حکایت - فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمہ کے یہاں کسی کی شکایت نہیں سنی جاتی تھی اور نہ کسی سے بدگمان ہوتے تھے اگر کوئی کہنے لگا اور حضرت بوجہ حلم منع بھی نہ کرتے مگر جب وہ کہہ لیتا تو فرماتے کہ وہ شخص ایسا نہیں ہے (یعنی تم جو کہتے ہو) جامع

(۱۴۵) حکایت - فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ ریاست رامپور تشریف لے گئے نؤاب کلب علیخاں مرحوم نے مولانا کو اپنے یہاں بلانا چاہا تو مولانا نے یہ حیلہ کیا کہ ہم دیہاتی لوگ ہیں آداب شاہی سے واقف نہیں اس پر نواب صاحب کا جواب آیا کہ آپ کو آداب سب معاف ہیں آپ ضرور کرم فرمائیے ہم لوگوں کو سخت اشتیاق ہے - اس پر مولانا نے جواب دیا کہ تعجب کی بات ہے اشتیاق تو آپکو ہو اور ملنے ہم آئیں غرضیکہ تشریف نہیں لے گئے

(۱۴۶) حکایت - فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ ایک مرتبہ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے کہ بارش آگئی سب طلبا کتابیں لے کر اندر کو بھاگے مگر مولانا سب طلبا کی جوتیاں جمع کر رہے تھے کہ اٹھا کر لے چلیں لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو کٹ کر رہ گئے

(۱۴۷) حکایت فرمایا کہ مولانا گنگوہی رحمہ اللہ سے مولانا عبد الرحیم صاحب نے یا اون کی موجودگی میں کسی نے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ تسخیر کا عمل جانتے ہیں فرمایا ہاں جب ہی تو میرے یہاں مولانا عبد الرحیم صاحب جیسے لوگ آتے ہیں

اضافہ از احقر محمد نبیہ ٹانڈوی غفرلہ ولوالدیہ

جامع رسالہ ہذا

(۱۴۸) حکایت۔ احقر جامع نے ثقہ سے سنا ہے کہ ایک صاحب تہانہ بہون کے رہنے والے دہلی میں کسی مجذوب کے پاس دعا کیواسطے حاضر ہوئے تو اس نے کہا کہ تہانہ بہون اور دعا تہانہ بہون کا ابھی تک غرق نہیں ہوا اس نے عرض کیا کہ حضرت میں تو دعا کیواسطے حاضر ہوا ہوں اور آپ بددعا فرما رہے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ تہانہ بہون ابتک ضرور غرق ہو جاتا مگر وہاں دو شخص ہیں ایک مردہ ایک زندہ ایک تو شاہ ولایت صاحب وہاں لیٹے ہوئے ہیں (ان بزرگ کا تہانہ بہون مزار ہے) اور ایک مولانا اشرف علی صاحب ان دونوں کی برکت سے تہما ہوا ہے ورنہ ضرور غرق ہو جاتا

(۱۴۹) حکایت۔ احقر جامع نے ثقہ سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدی وسندی شیخی ومرشدی حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مد اللہ ظلال فیوضہم العالی کی نسبت یہ فرمایا کہ بھائی ہم نے تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کچا پہل کھایا ہے (کیونکہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سب سے اول خلیفہ ہیں) اور انہوں نے پکا پہل کھایا ہے (کیونکہ بڑھاپے میں کمال روحانی بڑہتا ہے جامع) محشی کہتا ہے کہ یہ تواضع ہے اسکو تفاضل پر محمول نہ کیا جاوے حالات کے تفاضل سے ملابسین حالات کا تفاضل لازم نہیں آتا کیونکہ حالت فاضلہ کے ملابس کی استعداد کا فاضل ہونا لازم نہیں

(۱۵۰) حکایت احقر جامع نے استادی مولانا مولوی محمد قدرت اللہ صاحب مدظلہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں حضرت

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر تہا کہ کچھ لوگ تہانہ بہون کے حضرت مولانا کے پاس آئے اور آکر حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم کی شکایت کرنے لگے کہ ایسا کرتے ہیں ایسا کرتے ہیں اور ابھی نام ظاہر نہ کیا تھا کہ مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی شکایت ہے انہوں نے کہا کہ مولانا اشرف علی صاحب کی حضرت نے فرمایا کہ میں سننا نہیں چاہتا وہ جو کام کرتے ہیں حق سمجھکر کرتے ہیں نفسانیت سے نہیں کرتے بشریت سے غلطی دوسری شے ہے یہ روہ سب صاحب اپنا سا منہ لیکر چلے گئے

(۱۵۱) حکایت - احقر جامع نے مکرمی مولانا مولوی احمد شاہ صاحب چنیوری مدظلہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ مجھسے مکرمی حکیم مولوی محمد یوسف صاحب گنگوہی نے بیان کیا کہ پیران کلیر میں میں نے ایک درویش صاحب کا یہ طرز دیکھا کہ وہ کسی بزرگ کے مزار کے اندر نہیں جاتے تھے بلکہ مزار کے قریب دروازہ سے باہر کھڑے ہوکر کچھ دیر رویا کرتے تھے یہ درویش حکیم محمد یوسف صاحب سے ملنے گنگوہ آئے حکیم صاحب موصوف کا بیان ہے کہ ہم ان کو ظہر کے وقت مسجد خانقاہ قطب عالم شیخ عبدالقدوس قدس اللہ سرہ العزیز میں لیگئے وہ درویش بعد نماز ظہر حسب عادت مزار شیخ رحمہ اللہ کے دروازہ کے قریب کھڑے ہوکر کچھ دیر تک روکر واپس آئے ۔ حکیم صاحب موصوف کا بیان ہے ہمکو یہ خیال آیا کہ ان کو حضرت اقدس محبوب الہی مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر لے چلیں اور ظاہر نہ کریں کہ مولانا کے مزار پر لئے جاتے ہیں حکیم صاحب نے ان درویش سے یہ فرمایا کہ جنگل کیطرف تشریف لے چلئے درویش صاحب نے فرمایا بہت بہتر حکیم صاحب موصوف گنگوہ سے غرب کی جانب جنگل کو لے چلے اور راستہ سے شمال کی جانب جو ایک مسجد حضرت اقدس مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کے مزار کے قریب بنی ہوئی ہے اسی طرف کو لے چلے فرش مسجد کے شمالی کنارہ پر جس وقت یہ درویش پہونچے نہایت زور سے ان درویش نے چیخ ماری اور کھڑے ہوگئے

شدت سے روتے رہے۔ اس میں عصر کا وقت آگیا اور حکیم صاحب نے
عصر کی اذان کہی اذاں کہنے لگا وہ درویش کھڑے ہو کر
روتے رہے جب حکیم صاحب نماز کے واسطے کھڑے ہوئے تب وہ
درویش تکبیر کے وقت نماز میں شریک ہوئے نماز کے بعد جب درویش صاحب
واپس ہوئے تو حکیم صاحب سے فرمایا کہ ایسا نہیں کیا کرتے ہیں
جلدیا آپ نے میرے ساتھ کیا بعض وقت ایسے موقع پر جان
نکل جاتی ہے انسان کو جب کسی بزرگ کے مزار کی خبر ہو جاتی ہے
تو کچھ سنبھل کر جاتا ہے یہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے کہ حضرت
ممدوح نے غیر لعینت کے پردہ میں اپنی نسبت عالیہ کا اخفا فرمایا تھا

(۱۵۲) حکایت: احقر جامع نے ثقہ سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ
مولانا نانوتوی کے یہاں ایک بدعتی درویش مگر صاحب حال مہمان
ہوئے تو آپ نے اس کا بڑا اکرام کیا اس کی خبر ایک شخص نے مولانا
گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو کی تو مولانا نے فرمایا برا کیا اس شخص نے
یہ مقولہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر کہا تو مولانا نے فرمایا
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو کفار مہمانوں کا اکرام کیا ہے
اس شخص نے اس جواب کو پھر مولانا گنگوہی رح سے آکر نقل کیا تو مولانا
گنگوہی نے فرمایا کہ کافر کے اکرام میں مفسدہ نہیں ہے بدعتی کے
اکرام میں مفسدہ ہے اس نے پھر اس جواب کو مولانا نانوتوی سے
جا کر کہا تو مولانا نانوتوی رح نے اسکو ڈانٹ دیا کہ یہ کیا واہیات ہے
ادھر کی ادھر ادھر کی ادھر لگاتے پھرتے ہو جاؤ بیٹھو اپنا کام کرو

(۱۵۳) حکایت: مولانا محمد قاسم صاحب رح نے بچپن میں ایک
خواب دیکھا تھا کہ میں مر گیا ہوں اور لوگ مجھے دفن کر آئے ہیں
تب قبر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کچھ نگینے
سامنے رکھے اور یہ کہا کہ یہ تمہارے اعمال ہیں ان میں
ایک نگینہ بہت خوشنما اور بڑا ہے اسکو فرمایا کہ یہ عمل حضرت

ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ ایسے ہی مولانا نے ایک خواب ایام طالب علمی
میں دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں
سے نکل کر ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں اس خواب کی
مولانا مملوک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعبیر دی تھی کہ تم سے
علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۵۴) حکایت - ایک مرتبہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے
والد ماجد نے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے شکایت کی
کہ بھائی میرے تو یہ ہی ایک بیٹا تھا اور مجھے کیا کچھ امیدیں تھیں
کچھ کماتا تو افلاس دور ہو جاتا تم نے اسے خدا جانے کیا کر دیا
نہ کچھ کماتا ہے نہ نوکری کرتا ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ اس وقت
تو ہنس کر چپ ہو رہے پھر کہلا بھیجا کہ یہ شخص ایسا ہونے والا ہے
کہ بڑے بڑے اس کی خادمی کریں گے اور ایسی شہرت ہوگی کہ اسکا
نام ہر طرف پکارا جائیگا اور تم تنگی کی شکایت کرتے ہو۔ خدا تعالے
بے نوکری ہی اتنا دیگا کہ ان سو سو پچاس پچاس روپیہ کے نوکروں
سے اچھا رہیگا (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۵۵) حکایت ایک مرتبہ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ ایام روپوشی
کے زمانہ میں دیوبند تھے زنانہ مکان کے کوٹھے پر مردوں میں
سے کوئی تھا نہیں زینہ میں آ کر فرمایا پردہ کر لو میں جاتا ہوں
عورتوں سے رکا نہ گیا باہر چلے گئے بعض مردانہ میں تھے
ان کو اطلاع کی۔ وہ اتنے میں مکان پہونچے تو وہ سرکاری
آدمیوں کی بھونگیں (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۵۶) حکایت - مولانا محمد یعقوب رح فرماتے ہیں کہ میرے
مکان میں جو چھپر تھے کہ جب میں نکلتا رہا تھا مولوی صاحب یعنی مولانا محمد قاسم صاحب
بھی میرے پاس آ رہے کوٹھے پر ایک پلنگ پڑا ہوا تھا اس پر پڑے
رہتے تھے نہ روٹی کبھی منگوا لیتے تھے اور کسی کسی وقت ...

اسے ہی کہا لیتے تھے - میرے پاس آدمی روٹی پکانیوالا نوکر تھا
اس کو یہ کہہ رکھا تھا کہ جب مولوی صاحب کھانا کھا ویں سالن
دیدیا کرو مگر بدقت کبھی اس کے اصرار پر لے لیتے تھے ورنہ وہی
روکھا سوکھا ٹکڑا چباکر پڑ رہتے تھے (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۵۷) حکایت - مولانا محمد قاسم رح فرماتے تھے کہ اس علم نے
خراب کیا ورنہ اپنی وضع کو ایسا خاک میں ملاتا کہ کوئی بھی نہ جانتا
(اسکے بعد مولانا محمد یعقوب رح تحریر فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں اس شہرت
پر بھی کسی نے کیا جانا جو کمالات تھے وہ کسقدر تھے کیا ان میں سے
ظاہر ہوئے آخر سب کو خاک ہی میں ملا دیا اپنا کہا کر دکھایا
انتہی بقول مولانا محمد یعقوب رح

(۱۵۸) حکایت مولوی محمد قاسم[له] فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں

له نہیں مولانا نانوتوی

گنگوہ حاضر ہوا تو حضرت کی سہ دری میں ایک کورا بدھنا رکھا ہوا تھا
میں نے اسکو اٹھا کر کنوئیں میں سے پانی کھینچا اور اس میں
بھر کر پیا تو پانی کڑوا پایا ظہر کی نماز کے وقت حضرت سے ملا
اور یہ قصہ بھی بیان کیا آپ نے فرمایا کہ کنوئیں کا پانی تو
کڑوا نہیں ہے میٹھا ہے میں نے وہ کورا بدھنا پیش کیا حضرت نے
بھی پانی چکھا تو بدستور تلخ تھا آپنے فرمایا اچھا اسکو رکھدو
نماز ظہر کے بعد حضرت نے سب نمازیوں سے فرمایا کہ کلمہ طیب جسقدر
جس سے ہو سکے پڑھو اور حضرت نے بھی پڑھنا شروع کیا
بعد میں حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بنہایت خشوع وخضوع
کے ساتھ دعا مانگ کر ہاتھ منہ پر پھیر لئے اس کے بعد بدھنا اٹھا کر
پانی پیا تو شیریں تھا اس وقت مسجد میں بھی جتنے نمازی تھے سب نے
چکھا تو کسی قسم کی تلخی نہ تھی بعد میں حضرت نے فرمایا کہ اس بدھنے
کی مٹی پاس قبر کی ہے جس پر عذاب ہو رہا تھا الحمد للہ کلمہ کی برکت
سے عذاب رفع ہو گیا (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۵۹) حکایت - حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ شاہ ولی اللہ رح جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو بمقتضائے بشریت بچوں کی صغر سنی کا تردد تھا اسی وقت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ (تو کاہے کا فکر کرے ہے جیسی تیری اولاد ویسی ہی میری) پھر آپ کو اطمینان ہو گیا مولانا نے فرمایا کہ شاہ صاحب کی اولاد عالم ہوئی اور بڑے مرتبوں پر پہونچی جیسے ہی صاحب فضل وکمال ہوئے ظاہر ہے
(از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۰) حکایت - مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے اوستاد مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس قدر نفس سے دوری ہے اسی قدر قرب حق تعالے حاصل ہے
(از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۱) حکایت - ایک مرتبہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حدیث کے درس میں اہل جنت کا ذکر آیا کہ مرد سبزہ آغاز بے ریش ہوں گے تو ایک طالب علم نے عرض کیا کہ حضرت مرد کے چہرہ کی زیبائش تو داڑھی سے ہے یہ سن جنتیوں کے لئے کیوں تجویز ہوا بے ساختہ آپنے مسکراکر جواب دیا کہ اس کا مزہ ان سے پوچھو جو داڑھی منڈاتے ہیں
(از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۲) حکایت - ایک مرتبہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ مولانا محمد قاسم رح کو گلاب سے زیادہ محبت تھی جانتے بھی ہو کیوں تھی - ایک صاحب نے عرض کیا کہ ایک حدیث ضعیف میں آیا ہے کہ گلاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عرق مبارک سے بنا ہوا ہے فرمایا ہاں اگرچہ حدیث ضعیف ہے مگر ہے تو حدیث
(از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۳) حکایت - مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ نہایت متبع سنت تھے

ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ مسجد سے بایاں پانوں نکالنا اور جوتا سیدھا پانوں میں پہننا سنت ہے دیکھیں حضرت ان دونوں سنتوں کو کیسے جمع فرماتے ہیں لوگوں نے اس کا اندازہ کیا جب مولانا مسجد سے نکلنے لگے تو آپ نے بایاں پانوں نکالکر کھڑاؤں پر رکھا جب سیدھا پانوں نکالا تو کھڑاؤں کی کھونٹی انگوٹھے میں ڈالی اس کے بعد بایاں پانوں میں کھڑاؤں پہنی سبحان اللہ کیسا دونوں سنتوں کو یکجا جمع فرمایا ہے (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۴) حکایت - مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمیں تو حاجی صاحب رح کے درد نامہ میں ایک شعر پسند آیا ہے

؎ ترا یک کھیل خلقت نے بنایا + تماشہ کو بھی تو میرے نہ آیا

(از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۵) حکایت - مولوی محمد نظر خاں نے ایک پرچہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو بغرض بیعت لکھکر دیا مولانا نے اسکو پڑھکر جیب میں رکھ لیا اتفاق سے مولانا گنگوہی رح نانوتہ تشریف لائے - مولوی محمد نظر خاں خبر پاکر نانوتہ آئے اور وہی مضمون لکھکر مولانا گنگوہی کو پیش کیا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ اس مضمون کو میں نے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی لکھا مگر کچھ جواب نہ دیا جس وقت یہ تحریر دی ہے تو مولانا اس وقت ظہر کا وضو کر رہے تھے پاس ہی مولانا نانوتوی بھی وضو بنانے آبیٹھے - اتفاق سے مولوی محمد نظر خاں سامنے ہی کھڑے تھے مولانا گنگوہی رح نے مولانا نانوتوی کی طرف تبسم فرماکر مولوی نظر محمد خاں سے فرمایا کہ (ایسے گونگے پیر کو خط کیوں دیا تھا جنہوں نے جواب بھی نہ دیا) مولانا نانوتوی بھی ہنسے اور فرمایا کہ لو اب گونگے پیر کے پاس آگیا اب جواب ملجائیگا (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۶) حکایت - مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو لوگ علماء دین کی توہین اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں ان کا قبر میں

قبلہ سے منہ پھر جاتا ہے اور یوں بھی فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے
(از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۶) حکایت - ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب رح گنگوہ تشریف لائے مغرب کی جماعت کھڑی ہو گئی تھی اور غالباً مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ امامت کیلئے مصلے پر ہو چکے تھے - مولانا محمد یعقوب رح کو دیکھکر مولانا پیچھے تشریف لے آئے اور ان کو امام بنایا - مولانا محمد یعقوب رح کے چونکہ سفر سے آ رہے تھے پانوں میں کچھ گرد تھی مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے رومال لیکر آپ کے پانوں جھاڑنا شروع کئے اور آپ تسبیح پڑھتے رہے ذرا جنبش نہ فرمائی (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۷) حکایت - مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بند و بست ریاست گوالیار ایکبار پریشانی میں مبتلا ہوئے اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ روپیہ کا مطالبہ ہوا ان کے بھائی یہ خبر پاکر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے حضرت مولانا نے وطن دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا دیوبند مولانا نے تعجب کے ساتھ فرمایا گنگوہ حضرت مولانا کی خدمت میں قریب تر کیوں نہ گئے اتنا دراز سفر کیوں اختیار کیا انہوں نے عرض کیا کہ حضرت یہاں لائے ہیں عقیدت کھینچ لائی ہے مولانا نے ارشاد فرمایا کہ تم گنگوہ ہی جاؤ تمہاری مشکلکشائی حضرت مولانا رشید احمد رح کی کی دعا پر موقوف ہے میں اور تمام زمین کے اولیاء بھی اگر دعا کریں گے تو نفع نہ ہوگا چنانچہ واپس ہوئے اور بوسید حکیم ضیاء الدین صاحب رح حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حکیم صاحب نے سفارش کی تو مولانا نے ارشاد فرمایا کہ میرا کوئی قصور نہیں کیا یہ صاحب مدرسہ دیوبند کے مخالف ہیں جو اللہ کا ہے قصوردار اللہ کے ہیں اللہ سے توبہ کریں بندہ بھی دعا کریگا - چنانچہ ادھر انہوں نے توبہ کی ادھر مطالبہ سے برات کا کمشنر صاحب کے پاس حکم آگیا (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۸) حکایت - حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خادم کی گنگوہ میں کسی سے آنکھ لگ گئی اور ملنے کا وقت اور جگہ بھی مقرر ہو گئی یہ صاحب حسب عادت مولانا کی چارپائی صحن میں بچھا کر اور سب کام سے فراغت پاکر حسب وعدہ معشوقہ کی طرف چلے ان کی خانقاہ سے نکلتے ہی آسمان سے ایک بدلی اٹھی (حالانکہ اس سے

پہلے آسمان بالکل صاف تھا) جب یہ اس مقام پر پہونچے تو عورت حسب وعدہ اس مقام پر انکا انتظار کر رہی تہی ابھی آپس میں کچھ گفتگو بھی نہ ہوئی تھی کہ بجلی اس زور سے کڑکی کہ یہ دونوں گھبرا گئے ادہر تو ان کو یہ خیال ہوا کہ مولانا کی چارپائی صحن میں بڑی ہوئی ہے اگر اٹھ آئے اور مجھے نہ پایا تو کیا کہیں گے ادھر اُس عورت کو خیال ہوا کہ اگر گھر والے اٹھ آئے اور مجھے نہ پایا تو کیا کہیں گے بس دونوں یہ سوچکر اپنے اپنے مقام کی طرف بھاگے انہوں نے یہاں آکر دیکھا تو مولانا چارپائی پر پاؤں لٹکائے ہوئے مراقب بیٹھے ہوئے ہیں جیسے کوئی شیخ کسی مرید کو توجہ دیتا ہے (ان کے آنے تک آسمان پر ابر اور بجلی کا پتہ بھی نہیں رہا) یہ چپکے سے آکر لیٹ گئے ان کے آکر لیٹنے کے بعد مولانا بھی چارپائی پر بدستور سابق استراحت فرمانے لگے صبح کے وقت جب مجلس ہوئی تو مولانا نے نفس کو قابو میں رکھنے کی فضائل بیان فرمائے جس سے یہ بالکل تائب ہوگئے اور پھر بہت اچھی حالت ہوگئی (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۶۹) حکایت - ایک مرتبہ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے پاس چند آدمی حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کچھ سوء ادبی کے کلمات کہہ رہے تھے حضرت شاہ صاحب نے کچھ دیر مراقب ہوکر گردن اٹھائی اور ان لوگوں سے فرمایا کہ لوگو تم کس کی برائی کر رہے ہو میں تو مولانا رشید احمد صاحب رح کا قلم عرش پر چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں (از تحریرات بعض ثقات)

(۱۷۰) حکایت - ایک مرتبہ مولانا گنگوہی رحمہ اللہ جاڑے کے موسم میں گاڑھے کی دوہرا اوڑھے بیٹھے تھے اور آپ کے دائیں بائیں مولانا محمد یعقوب صاحب رح اور حکیم ضیاء الدین صاحب رح بیٹھے تھے ایک صاحب آئے تو انہوں نے دائیں بائیں دونوں حضرات سے مصافحہ کیا مگر حضرت گنگوہی رح کو عامی آدمی سمجھکر باوجود بیچ میں بیٹھا ہونے کے چھوڑ دیا اس پر مولانا محمد یعقوب رح مسکرائے حضرت نے مطلب سمجھکر فرمایا کہ الحمد للہ مجھے اسکی تمنا نہیں ہے کہ لوگ مصافحہ کریں

(از تحریرات بعض ثقات)

(١٧١) حکایت :- ایک مرتبہ مولوی یحییٰ صاحبؒ کو کسی کام میں زیادہ دیر لگ گئی تو حضرت مولانا گنگوہی رحؒ نے کئی بار پکارا کہ خدا جانے کہاں بیٹھ گئے (کیونکہ اگر مولوی یحییٰ ذرا دیر کو بھی مولانا سے الگ ہٹتے تو بار بار بلا فرماتے تھے) جب مولوی یحییٰ صاحب آئے تو مولانا نے فرمایا ــ مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی ــ جسطرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی) (از تحریرات بعض ثقات)

ضروری گذارش

رسالہ ملفوظات جدید کے ہر سہ حصص صاف کرنے کے بعد احقر پر کچھ ایسی کیفیت انبساط طاری ہوئی جس سے اشعار مندرجہ ذیل بیساختہ زبان پر آگئے جو ضیافت طبع کے لئے ہدیۂ ناظرین ہیں فقط طالب دعا احقر محمد مبین واصل ٹانڈوی غفرلہ ولوالدیہ

وھو ھذا

اے مرشد طریقت اے واقف حقیقت ؎ اے ماہر شریعت اے ہادیٔ طریقت
ہاں لیجئے خبر اب مری حکیم امت ؎ امراض قلب میرے ہیں باعث ہلاکت
مولائی مقتدائی مثوائی منتہائی
انت طبیب قلبی روحی فداک شیخی

راس المفسرین ہو تاج المحدثین ہو ــ سرتاج اولیاء ہو شیخ المشائخین ــ ہو
صدر المستفیضین ہو ہادی عارفین ہو ــ فخر عابدین ہو مرد راہ سالکین ــ ہو
مولائی مقتدائی مثوائی منتہائی
انت طبیب قلبی روحی فداک شیخی

از درد ہجر و فرقت بسیار بے قرارم ؎ صد چاک سینہ دارم ہم زار زار چشمم
کام و زبان بسوزد از سوز تپ درونم ؎ اکنون چہ چارہ سازم الغرض رسید جانم
(مولائی مقتدائی مثوائی منتہائی ؎ انت طبیب قلبی روحی فداک شیخی)
اس نفس بد کے ہاتھوں مجبور ہو رہا ہوں ؎ ہستی کے مٹنے کو در پر ترے پڑا ہوں
سب فضل ایزدی ہے جو کچھ کہ کر رہا ہوں ؎ ہاں اک نظر ادھر بھی ہیں قابل دعا ہوں
مولائی مقتدائی مثوائی منتہائی
انت طبیب قلبی روحی فداک شیخی

میخانے کو ہوں میں آیا مجھکو پلا ہی دیجئے ؎ اک شعلۂ محبت دل میں لگا ہی دیجئے
ہستی کے میری پرزے شاہا اڑا ہی دیجئے ؎ اپنو بنا ہی دیجئے اپنو بلا ہی دیجئے
مولائی مقتدائی مثوائی منتہائی
انت طبیب قلبی روحی فداک شیخی

تیرا جمال ایسا نظروں میں کچھ سمایا ٭ گو لاکھ ہم نے دیکھا تجھ سا نہ کوئی پایا
اسواسطے ہی ہم نے اس در پہ سر جھکایا ٭ عالم کو چھوڑ کر کے تم سے ہی دل لگایا

مولائی مقتدائی ملجائی منتہائی
انت طبیب قلبی روحی فداک شیخی

تنہا نہ ہوں ہیں در پہ اپنے مجھے بلا لو ٭ حرماں نصیب ہوں میں مجھ کو گلے لگا لو
ہیں دور ہو چلا ہوں حق سے مجھے سنبھالو ٭ شیطاں کے مکر و فن سے شاہا مجھے بچالو

مولائی مقتدائی ملجائی منتہائی
انت طبیب قلبی روحی فداک شیخی

اک ایسا جام وحدت واصل کو تو پلادے ٭ جو ماسوائے رب ہے سب قلب سے مٹا دے
پردے دوئی کے دل پر جتنے ہیں سب اٹھا دے ٭ مولا کی لو لگا دے مولا کی لو لگا دے

مولائی مقتدائی ملجائی منتہائی
انت طبیب قلبی روحی فداک شیخی

دیگر

ساقی کی بزم آج عجب پر بہار ہے ٭ سرگشتہ سر کوئی کوئی دیوانہ وار ہے
ساقی تری نگاہوں میں کیسا خمار ہے ٭ بے مے پیئے ہر ایک پہ مستی سوار ہے
اے آتش محبت محبوب کچھ تو مدد دے ٭ اب زندگی ہی اپنی مجھے ناگوار ہے
جی جاؤں پاس اپنے بلا لو اگر مجھے ٭ تھانہ بھون کی آب و ہوا خوشگوار ہے
اتنے ہیں اس غلام پہ احسان آپ کے ٭ جس کا نہ کوئی حد ہے نہ کوئی شمار ہے
گھبرا گیا خبث دل نازک مزاج تو ٭ اور مدتوں کی راہ ابھی کوئے یار ہے
دل میں سما گیا کوئی پردہ نشیں مرے ٭ خلوت ہی دوستو مجھے اب خوشگوار ہے
دنیا کو چھوڑ کر کے لیا کنج عافیت ٭ اب تو تمہاری یاد مری غمگسار ہے
جاؤ تم تو بستر غم سے میں جی اٹھوں ٭ تم پر ہی زندگی کا مری انحصار ہے
کس در پہ ہاتھ جا کے میں پھیلاؤں اے خدا ٭ تو ہی بتا کہ کون مرا کردگار ہے
اے قد مجھو نہ لے چلو پیش خدا مجھے ٭ عیبے گنے یہ مجھکو ندامت سوار ہے
لیکن کبھی نہ مال لوں گرمعذب کروگے تم ٭ تم کو تو اپنے بندوں پہ بیحد پیار ہے